رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

قادیان

اللہ اکبر

ایڈیٹر۔ غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

THE ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۲۱	۴ جمادی الاوّل ۱۳۵۳ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۱۶ اگست ۱۹۳۴ء	جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

۱۴ اگست۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں بھی خیر و عافیت ہے ؛

جامعہ احمدیہ کی مبلغین کلاس کے امیدواروں کے انتخاب کے لئے نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے ایک کمیشن مقرر کیا گیا ہے۔ جو جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے لیکچرار گورنمنٹ کالج لاہور۔ جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ۔ پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ اور ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ احمدیہ پر مشتمل ہے ؛

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے چند اصحاب مختلف مقامات میں برائے تبلیغ بھیجے گئے ہیں ؛

ضلع گورداسپور کے مختلف دیہات میں مقامی انصار اللہ کا ایک وفد بھیجا گیا ہے ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قبض و بسط رزق کا سرّ

(فرمودہ ۱۶ اگست ۱۹۰۲ء)

فرمایا۔ قبض و بسط رزق کا سرّ ایسا ہے۔ کہ انسان کی سمجھ میں نہیں آتا ایک طرف تو مومنوں سے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں وعدے کئے ہیں مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اُس کے لئے اللہ کافی ہے۔ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ جو اللہ تعالیٰ کے لئے تقوےٰ اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے۔ کہ اس کو معلوم بھی نہیں ہوتا۔ اور پھر فرماتا ہے وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ اور پھر اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم کھاتا ہے۔ کہ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ۔ آسمان اور زمین کے رب کی قسم ہے۔ کہ یہ وعدہ سچا ہے۔ جیسا کہ تم اپنی زبان سے بول کر انکار نہیں کر سکتے۔ جبکہ اس قسم کے وعدے اللہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں۔ پھر باوجود ان وعدوں کے دیکھا جاتا ہے کہ کئی آدمی ایسے دیکھے جاتے ہیں۔ جو صالح اور متقی۔ نیک بخت ہوتے ہیں اور ان کا شعار اسلام صحیح ہوتا ہے۔ مگر وہ رزق سے تنگ ہیں رات کو ہے تو دن کو نہیں۔ اور دن کو ہے تو رات کو نہیں ؛

غرض یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں۔ مگر تجربہ دلالت کرتا ہے۔ کہ یہ امور خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ ہمارا یہ مذہب ہے۔ کہ وہ وعدے جو خدا تعالیٰ نے کئے ہیں۔ کہ متقیوں کو خود اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں بیان کیا ہے۔ یہ سب سچ ہیں اور سلسلہ اہل اللہ کی طرف دیکھا جائے۔ تو کوئی ابرار میں سے ایسا نہیں۔ کہ بھوکا مرا ہو۔ مومنوں نے جن پر شہادت دی اور جن کو اتقیا مان لیا گیا ہے یہی نہیں کہ وہ فقر و فاقہ سے بچے ہوئے تھے۔ گو اعلیٰ درجہ کی خوشحالیاں نہ ہوں۔ مگر اس قسم کا اضطراری فقر و فاقہ بھی کبھی نہیں ہوا۔ کہ عذاب محسوس کریں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فقر اختیار کیا ہوا تھا ؛

تبلیغی رپورٹیں

بیرونی ممالک کے تبلیغی مشنوں کی ہفتہ وار ڈاک سے ضروری خبریں

بغداد میں تبلیغ

حاجی عبد اللہ صاحب عرب بغداد سے لکھتے ہیں۔ کہ یہاں قرآن کریم۔ حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درس باقاعدہ دیا جاتا ہے۔ تمام احمدی دوست انفرادی تبلیغ میں کوشاں رہتے ہیں۔ دو اصحاب نئے جماعت میں داخل ہوئے ہیں۔ اس پر مخالفین میں جوش پیدا ہو گیا ہے۔ مساجد میں سخت زہریلی تقریریں کی جاتی ہیں۔ حکام کو ہمارے خلاف مشتعل کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ میں انفرادی تبلیغ کے علاوہ خطوط کے ذریعہ بھی پیغام حق پہونچا رہا ہوں۔ بعض لوگ مکان پر ملاقات کے لئے آتے ہیں۔ مولوی ابوالعطاء صاحب کے رسالہ تحریک وغیرہ موزون طریق پر تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔ ہر اتوار کو جلسہ کیا جاتا ہے۔ جس میں مختلف مضامین پر تقریریں کر کے احباب کو تبلیغ کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ مقامی انجمن اپنی زمین خرید کر ایک دارالتبلیغ بنانا چاہتی ہے:۔

مبلغ لیگوس کی رپورٹ

جناب امام قاسم اجو سے صاحب لیگوس سے لکھتے ہیں کہ انفرادی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ لوگ ہمارے لیکچروں میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ جماعت کی تعلیم و تربیت کا کام روزانہ کیا جاتا ہے۔ اکثر احباب جماعت انفرادی تبلیغ میں لگے رہتے ہیں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ۲۷ کس نے بیعت کی۔ جن میں سے ایک صاحب بہت عالم ہیں۔ ایک مقام پر لوکل حکام نے تبلیغ کی ممانعت کر دی ہے۔ اس کے متعلق حکام بالا سے خط و کتابت ہو رہی ہے:۔

نیروبی میں مخالفت

برادر غلام فرید صاحب نیروبی سے لکھتے ہیں۔ کہ مخالفت زوروں پر ہے۔ ہمارے خلاف نہایت گندے اشتہارات شائع کئے جا رہے ہیں۔ مخالفین نے ممباسہ میں بھی ہمارے خلاف سخت پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ مناظرہ کی بات چیت کے دوران میں مخالفین مباہلہ پر تیار ہو گئے۔ کیونکہ انہیں بخوبی علم تھا۔ کہ ہم بغیر اجازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ایسا نہیں کر سکتے۔ اور جب ہماری طرف سے یہ جواب دیا گیا۔ تو اس کی آڑ میں ہمارے فرار کا ڈھنڈورا پیٹ کر خلق خدا کو دھوکا دینے کی کوشش کی:۔

زنجبار میں تبلیغی کام

ڈاکٹر چودھری محمد شاہ نواز خان صاحب زنجبار سے لکھتے ہیں۔ یہاں خدا کے فضل سے تبلیغ کا کام ہو رہا ہے۔ میں مقامی اخبارات کے علاوہ ہندوستان کے انگریزی و اردو اخبارات میں بھی مضامین لکھتا رہتا ہوں۔ انفرادی تبلیغ بھی کی جاتی ہے اور لٹریچر بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک عرب نوجوان خصوصیت سے متوجہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی کتب پڑھکر بہت محظوظ ہوتے۔ اور بہت تعریف کرتے ہیں:۔

گولڈ کوسٹ میں تبلیغ

حکیم فضل الرحمن صاحب مبلغ گولڈ کوسٹ لکھتے ہیں۔ کہ انفرادی طور پر ملاقاتیں کر کے تبلیغ کی جاتی ہے۔ اس عرصہ میں تین لیکچر دیئے۔ جو بہت کامیاب ہوئے۔ درس قرآن کریم اور نو مسلمین کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری ہے۔ اس ہفتہ میں ۱۸ کس داخل سلسلہ ہوئے۔ ایک مقام پر مخالفین احمدیوں کو سخت تنگ کر رہے ہیں۔ اس لئے حکام بالا کو اس کے متعلق ایک مفصل چٹھی بھیج رہا ہوں:۔

ماریشس میں جماعت کی ترقی

حافظ جمال احمد صاحب ماریشس سے لکھتے ہیں۔ ایک سخت مخالف کا لڑکا ہمارے ایک خطبہ جمعہ میں آیا۔ اور احمدیت کی صداقت کا معترف ہوا۔ یہ شخص فاضل دیوبند ہے۔ انفرادی تبلیغ کے علاوہ اجتماعی تبلیغ بھی ہوتی رہتی ہے۔ احباب جماعت بھی شوق سے تبلیغ میں حصہ لیتے ہیں۔ میں نے ایک مضمون سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کی خواہش پر تحریر کر کے انہیں ارسال کیا ہے۔ ان کا شائع کردہ گجراتی لٹریچر یہاں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور بہت مفید ثابت ہو رہا ہے:۔

یوم التبلیغ کے متعلق ضروری ہدایات

برادران! یوم التبلیغ کا اعلان آپ نے "الفضل" میں ملاحظہ کر لیا ہوگا۔ اس کے متعلق مندرجہ ذیل ہدایات کو مدنظر رکھا جائے۔ اور اس کے لئے ابھی سے انتظام شروع کر دیا جائے:۔

۱۔ اپنے اپنے رشتہ داروں میں تبلیغ کی جائے۔ اگر کسی کا کوئی رشتہ دار غیر احمدی نہ ہو۔ تو کسی دوسرے دوست کے ساتھ مل کر اس کے رشتہ داروں میں تبلیغ کی جائے:۔

۲۔ اگر ایک گاؤں سارا احمدی ہے۔ اور اس گاؤں کے نزدیک ان کے رشتہ دار بھی نہیں ہیں۔ تو کسی دوسرے گاؤں کے احمدیوں کے ساتھ مل کر ان کے رشتہ داروں میں تبلیغ کرنی چاہیئے۔ اس اصل کے مطابق تمام جماعتوں کو پہلے سے پروگرام بنا لینا چاہیئے:۔

۳۔ قادیان کے ارد گرد کی جماعتیں بھی اطلاع دیں۔ تاکہ قادیان کے لوگ ان کے پاس پہونچکر ان کے رشتہ داروں میں تبلیغ کر سکیں:۔

(ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان)

جماعت احمدیہ

از جناب شوکت تھانوی

(وہ نظم جو جماعت احمدیہ لکھنؤ کے پانچویں سالانہ اجلاس میں بمقام گنگا پرشاد میموریل ہال پڑھی گئی:۔)

تو کہاں لے آئی ہے میری رواداری مجھے
آج کرنا ہے بتا دے کس کی غمخواری مجھے

احمدی حضرات کی اس انجمن میں میں کہاں
ہو رہا ہوں اپنی شرکت سے میں خود ہی بدگماں

میں ہوں ان لوگوں میں جن سے مذہباً ہے اختلاف
باوجود اختلاف اس کا مگر ہے اعتراف

جس کے ہم سودائی ہیں خود اس کے شیدائی ہیں یہ
یہی رشتہ ہم سے ہے جس رشتے سے بھائی ہیں یہ

ہاں مگر ہم بھائیوں میں باہمی ہے امتیاز
امتیاز ایسا ہے جس میں اب نہیں ہے کوئی راز

ان میں جو جوش عمل ہے۔ ہم میں وہ مفقود ہے
ہم نے جو کچھ کھو دیا ہے۔ ان میں وہ موجود ہے

ان کی یہ تنظیم یہ شیرازہ بندی دیکھئے
اور ہماری بے محل یہ خود پسندی دیکھئے

مُردنی چھائی ہے اور غفلت میں ہم سرشار ہیں
یہ مگر مُردہ نہیں زندہ ہیں اور بیدار ہیں

ان میں ہے وہ حلم جو اسلام کی پہچان ہے
ان میں وہ ایثار ہے جو مسلموں کی شان ہے

ان میں مذہب کیلئے اک ولولہ اک جوش ہے
ولولہ ہم میں بھی ہے مدت سے جو خاموش ہے

ہمکو دنیا کے جھمیلوں ہی سے فرصت ہے کہاں
ان کو ہے دیکھو مذہب سے ہیں فقط دلچسپیاں

ہم نے مذہب کو کبھی سمجھا نہیں جانا نہیں
کون ہیں ہم کیا ہیں ہم اپنے کو پہچانا نہیں

اپنی مذہب ہے اپنا طاق پر قرآن ہے
باپ دادا کا جو تھا ایمان وہ ایمان ہے

کفر سمجھے بیٹھے ہیں مذہب کی تحقیقات کو
جزو ایمان کر لیا ہے اوندھی سیدھی بات کو

نکتہ چیں ہم میں بہت ہیں نکتہ رس کوئی نہیں
کام کرنے کے لئے ڈھونڈو تو بس کوئی نہیں

راہ حق سے ہم نے یہ مانا ہے ہیں کھوئے ہوئے
ہم سے تو اچھے ہیں پھر بھی ہم تو ہیں سوئے ہوئے

گھر سے تو نکلا ہے لے کر ان کو شوق جستجو
نام تو اللہ کا لیتے ہیں جا کر چار سو

یورپ اور امریکہ میں اک دھوم ہے اسلام کی
ہم مگر کرتے نہیں کچھ قدر ان کے کام کی

قابل تقلید ہے در اصل یہ جوش عمل
اے مسلمانو! تعصب اس جگہ ہے بے محل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۴ جمادی الاوّل ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

جماعت احمدیہ پر بیک وقت دو متضاد الزام

مخالفین سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی عجیب حالت ہے۔ ایک بات جسے ان کی طرف سے ایک وقت بڑے زور شور کے ساتھ مخالفت میں پیش کیا جاتا ہے۔ جس کی بنا پر طرح طرح کے الزام تراشے جاتے ہیں جس کی آڑ میں کئی قسم کی افترا پردازیاں کی جاتی ہیں۔ اور جسے سامنے رکھ کر لوگوں کو جماعت احمدیہ سے بدظن اور متنفر کرنے کے لئے پوری قوت اور طاقت صرف کر دی جاتی ہے۔ دوسرے وقت میں اس کے مخالف پہلو کو پیش کر کے اپنی عداوت اور دشمنی کا اظہار کیا جاتا۔ اور شور مچایا جاتا ہے۔ اور ذرا خیال نہیں کیا جاتا۔ کہ اپنے سابقہ رویہ کے خلاف ہم یہ کیا کر رہے ہیں۔ اور کیوں کر رہے ہیں ؛

مخالفین کی طرف سے بڑے زور اور اصرار کے ساتھ کہا جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔ اس کے مفاد کے مقابلہ میں نہ اسے مذہب کی پروا ہے۔ اور نہ ملک کی وہ نہ صرف اپنے گلے میں انگریزوں کی ابدی غلامی کا طوق ڈالے رکھنا چاہتی ہے۔ بلکہ اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ دوسروں کو بھی اس غلامی کے پھندے میں پھنسائے رکھے۔ گویا ہر حالت میں حکومت انگریزی کی رضا جوئی اور خوشنودی مدنظر رہے۔ اور کوئی ایسی بات نہ کی جائے۔ جو انگریزوں کے منشا کے مطابق نہ ہو ؛

جماعت احمدیہ کی مخالفت کا یہ رنگ بشدت اس وقت اختیار کیا گیا۔ جب ملک میں حکومت کے خلاف شورش زوروں پر تھی۔ قانون شکنی۔ اور نفرتِ انگریزی کا دور دورہ تھا۔ اور کہا جاتا تھا۔ کہ انگریز ہندوستان میں کوئی چند روز کے ہی مہمان ہیں انہیں عنقریب بیک بینی و دو گوش نکال دیا جائے گا۔ ان حالات میں عوام کو جماعت احمدیہ کے خلاف مشتعل کرنے اور بھڑکانے کے لئے وہ طریق اختیار کیا گیا۔ جس کا مختصراً اوپر ذکر کیا گیا ہے اور اس پر سب سے زیادہ زور دینے والا اخبار "زمیندار" تھا جو اب بھی کسی نہ کسی وقت اس شرارت کا مختلف رنگوں میں اعادہ کرتا رہتا ہے۔ لیکن حال میں مولوی ظفر علی صاحب نے "نقاش" کا نقاب اوڑھ کر "زمیندار" میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ایک خطبۂ جمعہ پر جو خامہ فرسائی کی ہے وہ بالکل دوسرا رنگ لئے ہوئے ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے۔ کہ "زمیندار" اور مولوی ظفر علی صاحب کی طرف سے آج تک جماعت احمدیہ پر حکومت پرستی کا جو الزام لگایا جاتا رہا۔ اور حکومت کی غلامی اختیار کرنے کا جو طعنہ دیا جاتا تھا۔ اس کی تردید انہوں نے خود کر دی ہے۔ چنانچہ جہاں انہوں نے خطبہ کے بعض اقتباسات پیش کرتے ہوئے ۹ راگست کے پرچہ میں اس قسم کے مفتریانہ فقرات لکھے ہیں۔ کہ "اسی بے باکی سے جو قید و بند اور دار و رسن کو خاطر میں نہ لانے والے نیشنلسٹوں ہی کا شیوہ ہو سکتی ہے۔ فرماتے ہیں۔" قادیان میں جو قوانین نافذ ہیں۔ وہ برطانی قوانین سے ٹکرا رہے ہیں" وہاں حکومت انگریزی کی نمک خواری اور وفا شعاری کا حق ادا کرنے کی خاطر یہ تلقین بھی فرمائی ہے۔ کہ

"آپ بے شک آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کے سر پر گر پڑیئے ستائیس کروڑ ہندوؤں اور چالیس لاکھ سکھوں کے سر پر گر پڑیئے اور ان سب کی کھوپریوں کو پھوڑ ڈالئے لیکن ازبرائے غلام احمد قادیانی انگریزوں کے کاسۂ سر پہ نہ گریئے گا۔ وہ بڑی بلائے بے درماں ہیں"

قطع نظر اس سے کہ "زمیندار" نے اس نصیحت فرمائی کی جو بنا قرار دی ہے۔ وہ کتنی لغو اور کیسا دروغ بے فروغ ہے۔ قابل توجہ امر یہ ہے۔ کہ وہی اخبار "زمیندار"۔ اور وہی مولوی ظفر علی صاحب جو آج تک جماعت احمدیہ کو انگریزی حکومت کی پرستار اور غلام کہتے نہ تھکتے تھے۔ جو حکومت کی وفاداری کے طعنے دے دے کر عوام کو اشتعال دلاتے تھے۔ جو جماعت احمدیہ کا سب سے بڑا اور ناقابل عفو جرم قانون کی پابندی بتاتے تھے۔ آج وہ شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر جماعت احمدیہ کو قانون شکن اور دار و رسن کی پروا نہ کرنے والی انقلاب پسند قرار دے رہے ہیں۔ اور از راہِ ہمدردی یہ فرما رہے ہیں۔ کہ ہر حالت میں انگریزوں کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔ اور ان کے مقابلہ میں دم نہ مارا جائے۔ کیونکہ وہ "بڑی بلائے بے درماں ہیں"

مگر گزارش یہ ہے۔ کہ جب ایک طرف تو جماعت احمدیہ کو آج تک حکومت انگریزی کی وفاداری اور اطاعت شعاری کی وجہ سے مطعون کیا جاتا رہا ہے۔ اور اب بھی کیا جاتا ہے جب احمدیوں کو حکومت انگریزی کے ایجنٹ اور جاسوس بتایا جاتا رہا ہے۔ اور اب بھی بتایا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف یہ کہا جاتا رہا ہے۔ اور اب بھی کہا جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی ترقی اور وسعت انگریزوں کی رہین منت ہے۔ چنانچہ "زمیندار" نے ایک آدھ دن ہی قبل اپنے ۷ راگست کے پرچہ میں لکھا ہے

"قادیانیت کو اگر کوئی پوچھتا ہے۔ تو صرف جہالت زار ہند میں۔ جہاں کہ یونین جیک قادیانی فتنوں کو اپنے ظل ہمایونی میں پرورش پانے کا موقعہ دیتا ہے"

تو از برائے خدا غور فرمائیں۔ کہ جماعت احمدیہ پر یہ الزام لگانا کہ وہ دار و رسن کو خاطر میں نہ لانے والے نیشنلسٹوں کا شیوہ اختیار کر رہی ہے۔ اور قادیان میں ایسے قوانین نافذ ہیں جو برطانی قوانین سے ٹکرا رہے ہیں۔ کہاں تک اپنے اندر معقولیت رکھتا ہے۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک تو از روئے قانون قائم شدہ ہر حکومت کے قوانین کا احترام کرنا اور ملک میں فتنہ و فساد پیدا نہ کرنا اسلام کے اہم حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ اور وہ اس کی پابندی ضروری سمجھتی ہے۔ لیکن اگر مخالفین اسے درست نہیں سمجھتے۔ تو وہ یہ کہتے ہوئے کہ "یونین جیک (برطانی جھنڈا) قادیانی فتنوں کو اپنے ظل ہمایونی میں پرورش پانے کا موقعہ دیتا ہے" کس مونہہ سے جماعت احمدیہ کو انگریزی حکومت کی دشمن کہہ سکتے ہیں کیا دنیا میں اتنا نادان بھی کوئی ہو سکتا ہے۔ کہ جس طاقت پر اس کی حفاظت اور زندگی کا مدار ہو۔ اسی کو نقصان پہونچانے میں لگ جائے۔ اور اسے اپنا دشمن بنائے۔ اگر نہیں تو ایک ہی وقت میں جماعت احمدیہ پر دو متضاد الزام لگانے والوں کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ حق کی مخالفت کی پاداش میں عقل و فکر سے بالکل بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ جو بات کہتے ہیں۔ وہ نہ صرف عقل و سمجھ کے خلاف کہتے ہیں بلکہ اپنی مفتریات کے بھی خلاف کہنے لگ جاتے ہیں ؛

حقیقت یہ ہے۔ کہ مخالفین کا جس طرح یہ الزام سراسر باطل ہے۔ کہ جماعت احمدیہ حکومت انگریزی کی ایجنٹ اور ہر احمدی انگریزوں کا جاسوس ہے۔ اسی طرح یہ بھی بالکل جھوٹ ہے کہ جماعت احمدیہ کی ترقی کا انحصار یونین جیک پر ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ دنیا کے ان دور دراز گوشوں تک پہونچ چکی ہے۔ جہاں یونین جیک کا کوئی دخل نہیں۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ احمدیت کسی دنیوی حکومت کی رہین منت نہیں۔ بلکہ محض خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید سے اقصائے عالم میں نفوذ پذیر ہو رہی ہے اس کے متعلق کسی قدر تفصیل سے اگلے پرچہ میں لکھا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

محکمۂ پولیس گورداسپور

قادیان میں جو پولیس کی چوکی ہے۔ وہ چند سپاہیوں اور ایک ہیڈ کانسٹبل پر مشتمل ہے۔ جن کا کام یہ ہے۔ کہ مقامی واقعات کے متعلق افسران بالا کو رپورٹیں بھیجتے رہیں۔ اور اگر کوئی چھوٹا موٹا واقعہ ہو۔ تو جس طرح مناسب سمجھیں۔ اس میں دخل دیں۔ اور افسران بالا کو رپورٹ کریں۔ ان حالات میں پولیس نے کئی بار مقامی جماعت احمدیہ کے خلاف بالکل غلط اور مغالطہ دینے والی رپورٹیں کیں۔ جن کے متعلق ہمیں افسرانِ بالا کو اصل حالات سے آگاہ کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور انہیں مقامی پولیس کے قابلِ اصلاح اور جانبدارانہ رویہ کی طرف توجہ دلانی پڑی جس پر بعض کے تبادلے وقوع میں آئے۔ اگر باوجود اس کے مقامی پولیس میں ایسے لوگ رکھے جاسکتے ہیں۔ جو عقائد کے لحاظ سے ان لوگوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ جو احراری کہلاتے ہیں اور آئے دن کوئی نہ کوئی فتنہ پیدا کرتے رہتے ہیں۔ تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایک احمدی کانسٹبل کے چوکی میں متعین ہونے پر کونسا اندھیر مچ سکتا تھا۔ کہ حال ہی جب ایک نوجوان کو یو کی میں بھیجا گیا۔ تو سنا گیا ہے۔ کہ چند ہی روز کے اندر احراریوں کے کہنے پر اسے اس لئے تبدیل کر دیا گیا۔ کہ وہ احمدی ہے۔ وہ محکمہ جس نے اس وقت تک چوکی میں سارے کے سارے ایسے افراد متعین کر رکھے ہیں۔ جو احراریوں کے ہم عقیدہ اور جماعت احمدیہ کے عقائد کے لحاظ سے مخالف ہیں اور جن کے ذریعہ وہ جماعت احمدیہ کے مرکز کے متعلق رپورٹیں حاصل کرتا ہے۔ اس کا ایک احمدی کانسٹبل کو بھی یہاں رہنے نہ دینا نہایت ہی افسوسناک فعل ہے۔ اور جماعت احمدیہ اپنا حق سمجھتی ہے۔ کہ اس کے خلاف آواز اٹھائے۔ چاہیئے تو یہ کہ یہاں کی چوکی کے سب کے سب ملازم احمدی ہوں۔ لیکن محکمہ پولیس ایک احمدی کو بھی یہاں بھیجنا اپنی غلطی سمجھ کر جلد سے جلد اس کی تلافی کرنا ضروری سمجھتا ہے حالانکہ اسے کسی صورت میں بھی مناسب نہیں قرار دیا جاسکتا:۔

اکالی مہنت بن گئے

اکالیوں نے گوردواروں کی املاک کی حفاظت کے نام سے مہنتوں کے خلاف جو تحریک شروع کی۔ اس پر کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ لیکن حکومت پنجاب نے جب اکالیوں کے شور و شر اور خلافِ قانون حرکات کو نظر انداز کر کے تمام گوردوارے ان کے سپرد کر دیئے۔ اور انہیں سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا۔ تو قابو یافتہ سکھ چند ہی سالوں میں اسی رنگ میں رنگین ہو گئے جس میں مہنت ایک لمبے عرصہ کے بعد رنگے گئے تھے چنانچہ سکھ اخبار "شیر پنجاب" (۱۲ اگست) لکھتا ہے:۔

"گوردواروں کے روپے کے استعمال اور گوردواروں میں حکومت کی ہوس کے خیال نے اب بعض نام نہاد اکالیوں کو بھی مہنت بننے پر آمادہ کر دیا ہے۔ اور وہ تمام اخلاق۔ آئین اور شرافت کو بالائے طاق رکھ کر گوردواروں اور گوردوارہ کمیٹیوں کے دفاتر پر قبضہ کرنے کے منصوبوں میں مصروف ہیں"۔

حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ کہ "پہلے تو مہنتوں سے جبراً قبضے اکالیوں نے لئے۔ اب اکالیوں سے گوردواروں کے قبضے بجبر جھتی کے امیدوار لینے لگے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آئین نہیں۔ کوئی ضابطہ و قاعدہ نہیں۔ اور کوئی جتھے بندی نہیں جس کے پاس بازوؤں اور لاٹھیوں کی طاقت ہے۔ وہی گوردواروں کا منتظم ہو۔ یا رہ سکتا ہے"۔

جب اکالیوں نے اسی سپرٹ کے ماتحت مہنتوں کو گوردواروں سے بے دخل کیا تھا۔ تو اب جبکہ وہ خود اس کا نشانہ بن رہے ہیں انہیں شکایت کرنے کا کوئی حق نہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے۔ کہ کوئی جو کچھ بوتا ہے۔ وہی کاٹتا ہے:۔

مادر پدر آزادی کا ہیضہ

اس بات کے ثبوت میں جس کا ذکر اسی اخبار کے اس مضمون میں کیا گیا ہے۔ جو اسلامی پردہ پر آریہ اخبارات کے اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ اور جو یہ ہے۔ کہ پردہ کی برکت سے مسلمان خواتین کی حالت ہندو عورتوں کے مقابلہ میں بہت اچھی ہے ایک ہندو اخبار "گورو گھنٹال" کا تازہ بیان پیش کیا جاتا ہے۔ اخبار مذکور اپنے ۱۱ اگست کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"آزادی کا ہیضہ یا تو نوجوان ہندو عورتوں و لڑکیوں کو ہوا ہے۔ یا نوجوان ہندو مردوں کو۔ آزادی کے اس ہیضے سے مسلمان لڑکیاں محفوظ ہیں"۔

ایسی صورت میں بھی اگر ہندو اسلامی پردہ کی اہمیت و ضرورت کا اعتراف نہ کریں۔ بلکہ اس پر تمسخر اڑائیں۔ تو ان سے زیادہ کوتاہ اندیش کون ہو سکتا ہے:۔

نیلا ناگنی اور گاندھی جی

معلوم ہوتا ہے۔ گاندھی جی کی امریکن چیلی۔ اور منہ بولی بیٹی نیلا ناگنی (مس کرام لگ) نے اپنی اس دھمکی کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا ہے۔ جو اس نے نہایت ہی کبیدہ خاطر ہو کر گاندھی آشرم سے نکلنے پر دی تھی۔ اور جو یہ تھی۔ کہ وہ گاندھی جی کی اندرونی حقیقت سے دنیا کو آگاہ کرے گی۔ چنانچہ اس کا ایک مضمون اخبارات میں شائع ہوا ہے جس کا ترجمہ اردو میں شائع ہونے والے ہندو اخبارات نے بھی باہتمام شائع کیا ہے۔ اس میں کئی ایسی ناگوار باتیں درج کی گئی ہیں جن کو دوہرانا ہم مناسب نہیں سمجھتے۔ مگر اتنا ضرور کہنا چاہتے ہیں۔ کہ گاندھی جی کے وہ مداح جو ان کی شان و عظمت کے ثبوت میں کسی یورپین مرد و عورت کی رائے کو بہت بڑی سند سمجھتے۔ اور بڑے فخر سے دنیا کے سامنے پیش کیا کرتے ہیں۔ انہیں نیلا ناگنی کے مضمون سے سبق حاصل کرنا چاہیئے:۔

گاندھی جی کا بے اثر برت

لے دے کر گاندھی جی کے پاس اب صرف فاقہ کشی ایسا حربہ رہ گیا تھا جس سے عوام کو ایک حد تک متاثر کر سکتے تھے۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ وہ بھی بار بار کے استعمال سے کند ہو گیا۔ اور اب کوئی اثر نہیں پیدا کر سکتا:۔

اخبار "ملاپ" (۱۰ اگست) ان کے حال کے برت کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"اب برتوں کا اتنا اثر نہیں ہوتا۔ جتنا پہلے ہوتا تھا میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ شاید یہ ہو۔ کہ یہ ہتھیار بہت زیادہ استعمال ہونے لگا ہے۔ شاید اسی وجہ سے اس کی وقعت کم ہو گئی ہے . . . . گاندھی جی کے اس بار کے برت سے ملک اس قدر بے تاب نہیں ہوا جس قدر وہ پہلے ہوتا تھا پہلے یہ ایک نئی بات تھی۔ سیاسیات میں پہلے پہل استعمال کی گئی تھی۔ ملک اسے دیکھتے ہی بے چین ہو اٹھا تھا۔ اب شائد وہ ان برتوں کا عادی ہو گیا ہے"۔

بات یہ ہے۔ کہ جس فعل میں کوئی معقولیت نہ ہو۔ وہ کچھ عرصہ کے لئے تو عوام میں ہلچل پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن کوئی پائدار اور دیرپا اثر نہیں چھوڑ سکتا۔ اور نہ اس کا اعادہ کچھ وقعت حاصل کر سکتا ہے۔ گاندھی جی کا برت بھی اسی حد کو پہونچ چکا ہے۔ یہ کیفیت دیکھ کر ممکن ہے۔ وہ خود بھی آئندہ فاقہ کشی کے مرتکب نہ ہوں۔ اور انہیں اعلان کر دینا پڑے۔ کہ برت رکھنا ایک ہمالہ جیسی غلطی تھی۔ جس کا وہ ارتکاب کرتے رہے ہیں۔ آئندہ بھول کر بھی اس کا نام نہ لیں گے۔ جب گاندھی جی کے برت رکھنے پر یہ حالت ہے۔ تو جو لوگ ان کی نقل میں برت رکھتے ہیں۔ انہیں کون پوچھتا ہے۔ اور ان کی فاقہ کشی کس شمار میں آسکتی ہے۔ کاش ایسے لوگ گاندھی جی کی اندھا دھند اور بے فائدہ تقلید کرنے کی بجائے عقل و فکر سے کام لیں۔

اسلامی پردۂ نسواں اور ختنہ

پر

آریہ سماجی اخبارات کے اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اسلام کی معقولیت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کو اس کی صحیح شکل میں پیش کر کے۔ اس کی معقولیت اور مطابق فطرت ہونا ایسے بیّن طور پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ مخالفین اسلام کے لئے کوئی وزنی اعتراض اور معقول حرف گیری کا کوئی موقعہ باقی نہیں رہا۔ وہ تمام مسائل جن پر آج سے تھوڑا ہی عرصہ قبل غیر مذاہب کے لوگ بڑے زور شور سے اعتراض کیا کرتے تھے۔ آج کسی نہ کسی شکل میں خود ان کے ہاں رائج ہو رہے ہیں۔ تمام آریہ اخبارات کو دیکھئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات اور احمدی اخبارات کے الفاظ و اقتباسات کو نامکمل اور غلط رنگ میں پیش کر کے نہایت ہی فضول نکتہ چینی سے ان کے صفحات بھرے پڑے ہوں گے۔ لیکن احمدیت یعنی اسلام پر کوئی ٹھوس اور معقول اعتراض نظر نہیں آئے گا۔ کسی اسلامی مسئلہ پر علمی رنگ میں کوئی بحث نہیں ملے گی۔ جو صاف ثبوت اس بات کا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے چہرہ سے گرد و غبار دور کر کے اس کو اصلی رنگ میں پیش کیا ہے۔ جس پر کوئی معقول اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔ دگر نہ وجہ کیا ہے۔ کہ وہ ہندو اور بالخصوص آریہ سماجی جو اسلام کے بدترین دشمن ہیں۔ اور جنہوں نے اسلام پر اعتراضات کرنا ہی اپنا سب سے بڑا کارنامہ سمجھ رکھا ہے۔ معقول اور علمی رنگ میں کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔

آریہ سماجیوں کے بے معنی اعتراض

اب اگر آریہ اخبارات میں اسلام پر کوئی اعتراض نظر آئے گا۔ تو وہ ایسا بے ہودہ اور بے معنی ہو گا۔ اور صاف طور پر اس میں یہ بات دکھائی دے گی۔ کہ اسلام کے متعلق ان کے قلوب میں جو کینہ اور تعصب بھرا پڑا ہے۔ اس سے مجبور ہو کر کیا گیا ہے۔ دگر نہ معترض خود بھی اس بات کو قابل اعتراض نہیں سمجھتا۔

غیر محرم عورت و مرد کا اختلاط

اسلام نے عورتوں کو غیر محرم مردوں کے ساتھ کھلم کھلا اختلاط اور میل جول سے منع کیا ہے۔ اور اس کے متعلق بعض ضروری اور واجب احکام دیئے ہیں۔ آج تک آریہ اور دوسرے ہندو اسلام کے اس سراسر واجب بلکہ ضروری حکم پر اعتراضات کرتے آئے ہیں۔ اسے عورتوں پر بے جا سختی اور ناروا سلوک سے تعبیر کرتے رہے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ عورتوں کو قید کر دینے کے مترادف ہے۔ لیکن مرد و عورت کے باہم اختلاط پر کسی قسم کی پابندی عائد نہ کرنے اور انہیں آزادانہ طور پر ایک دوسرے سے میل جول رکھنے کی اجازت عام دینے کے جو نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ ان سے اب ہندو لیڈر اس قدر بے چین ہو گئے ہیں۔ کہ مجبور ہو کر پردہ کی تائید میں آواز بلند کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ جو الفضل میں درج ہو چکے ہیں۔

اب ایک طرف تو یہ حالت ہے۔ کہ سمجھدار ہندو بے پردگی کے شرمناک نتائج سے نالاں ہیں۔ اور دوسری طرف ایسے عاقبت نااندیش بے ہودہ گو پائے جاتے ہیں۔ جو محض اسلام سے عداوت و بغض کا ثبوت دینے کے لئے کوئی نہ کوئی اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اس قدر مہمل اور بے معنی کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اس قسم کے اعتراضات کی بعض مثالیں آج پیش کی جاتی ہیں۔

پردہ پر اعتراض

آریہ مسافر ۲۹ جولائی ۳۴ء نے "پردہ کی تباہ کاریاں" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا ہے جس میں ذکر کیا ہے کہ

"مدراس سے ایک اطلاع موصول ہوئی۔ کہ وہاں ایک مکان میں آگ لگ گئی۔ جو ایک مسلمان کی ملکیت تھا۔ آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ لیکن عورتوں نے دوسرے آدمی کے سامنے مکان سے باہر آنے سے اس بنا پر انکار کر دیا۔ کہ پردہ نشین ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ ان میں سے دو عورتیں جل کر راکھ ہو گئیں۔ پردہ کے حامی اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں۔ کہ دو قیمتی جانیں محض پردہ کی وجہ سے آگ کی نذر ہو گئیں"

اسلامی پردہ کا منشاء

اسلام نے جس پردہ کا حکم دیا ہے۔ ہم بارہا اس کی وضاحت کر چکے۔ اور بتا چکے ہیں کہ اسلامی پردہ کا ہرگز یہ منشاء نہیں۔ کہ عورتوں کو مکانوں میں اس طرح بند رکھا جائے۔ کہ وہ نکل ہی نہ سکیں۔ حتیٰ کہ اگر جان جانے تک کا خطرہ پیدا ہو جائے۔ تو بھی باہر نہ نکلیں۔ وہ اپنی صحت کی حفاظت اور ضروریات زندگی کے لئے برعایت پردہ گھروں سے نکل سکتی ہیں۔ اور جب جان جانے کا خطرہ ہو۔ اس وقت تو ہر قسم کی امداد لے سکتی ہیں۔ اسلام صرف یہ چاہتا ہے۔ کہ غیر مرد و عورت بے حجابانہ ایک دوسرے کے ساتھ سوشیل تعلقات قائم نہ کریں۔ کھلے بندوں ایک دوسرے سے نہ ملیں۔ اور مخلوط مجالس قائم نہ کریں۔ گویا ایسے مواقع نہ پیدا ہونے دیں۔ کہ مرد و عورت کے لئے جو علیحدہ علیحدہ دائرے مقرر ہیں۔ وہ ٹوٹ جائیں۔ اس کا نتیجہ اہلی زندگی کی خوشگواری اور اس کی راحتوں اور آسائشوں کے لئے بے حد خطرناک ہے۔ جیسا کہ غیر مسلم اس کا تجربہ کر چکے ہیں۔ باقی رہا خاص ضرورت اور مجبوری کے ماتحت وقتی اور عارضی طور پر پردہ قائم نہ رکھ سکنا۔ سو اسلام نے نہ اسے ناجائز قرار دیا ہے۔ اور نہ ہی اس میں کوئی قباحت ہے۔ اگر کسی مرض کے علاج کے لئے کسی عورت کو ڈاکٹر کے سامنے اپنا چہرہ یا جسم کا کوئی حصہ کرنا پڑتا ہے۔ تو اسلام اس سے منع نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی اجازت دیتا ہے۔ کیونکہ انسانی جان ایک قیمتی چیز ہے۔ اسی طرح کسی خطرہ کے وقت اپنی جان بچانے کے لئے کسی غیر مرد کی امداد حاصل کرنا اسلام کی تعلیم کے منافی نہیں۔ اسلام میں کوئی ایسا حکم نہیں۔ جس سے ثابت ہو۔ کہ ایسے موقعہ پر جیسا کہ "آریہ مسافر" نے پیش کیا ہے۔ عورت کا مر جانا بہتر ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ وہ کسی کی امداد حاصل کر کے اپنی جان بچا سکے۔ اگر کوئی عورت اس قسم کے حالات میں اپنی جان بچانے کی کوشش نہیں کرتی۔ تو یہ اس کی جہالت اور اسلامی تعلیم کی خلاف ورزی ہے۔ اسلام پر اس کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہو سکتی۔

ریفارمر کا پردہ پر اعتراض

اسی طرح آریہ اخبار "ریفارمر" ۲۲ جولائی نے "مسلمان اور پردہ" کے عنوان سے ایک شذرہ لکھا ہے۔ جس میں پردہ کے خلاف سب سے بڑی دلیل یہ پیش کی ہے۔ کہ:

"دنیا کا شاید ہی کوئی اسلامی ملک ہو۔ جہاں پردہ کے خلاف آواز بلند نہ کی جا رہی ہو۔ ٹرکی۔ مصر۔ ایران۔ عراق۔ فلسطین وغیرہ سب نے اسے خیرباد کہہ دیا ہے یا کہہ رہے ہیں۔ مگر ہندوستان کے مسلمان اس سے کچھ ایسے چمٹے ہیں۔ کہ چھوڑنے میں نہیں آتے"

اس کے بعد سوما شری سٹی کی انگریز بیوی کا پردہ کے

خلاف ایک مضمون کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ "جب پردہ ان کی مجلسی ۔ جسمانی ۔ سیاسی اور دماغی ترقی کی راہ میں روکاوٹ بن رہا ہو ۔ تو کیوں اس کی حمایت کی جائے"۔

اعتراض کی نامعقولیت

"ریفارمر" کا یہ کہنا ۔ کہ تمام اسلامی ممالک پردہ کو چھوڑ رہے ہیں ۔ اس بات کی دلیل نہیں ۔ کہ فی الواقعہ پردہ ضروری نہیں ۔ اس وقت دنیا میں عام طور پر مادہ پرستی کا زور ہے خدا سے تعلق کو غیر ضروری خیال کیا جاتا ہے ۔ بلکہ خدا پر ایمان تک نہیں ۔ مذہب کو مٹانے کے لئے جدوجہد کرنا ۔ اس سے بیزاری و تنفر کا اظہار لازمۂ تہذیب و آزاد خیالی سمجھا جاتا ہے ۔ لیکن کیا اس بنا پر کوئی مذہبی انسان کہہ سکتا ہے ۔ کہ اللہ کی ہستی پر ایمان لانا یا مذہب کے قیام کی کوشش کرنا غیر ضروری اور فضول چیزیں ہیں

پردہ ترقی میں ہرگز روک نہیں

باقی رہا یہ سوال کہ پردہ مجلسی اور جسمانی اور سیاسی اور دماغی ترقی کی راہ میں روکاوٹ بن رہا ہے ۔ سو یہ بھی خام خیالی ہے ۔ اس امر سے تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا ۔ کہ قرون اولےٰ کے مسلمانوں میں پردہ کی پابندی دورِ حاضرہ کے مسلمانوں سے بدرجہا زیادہ تھی ۔ لیکن کون ہے جو اس حقیقت کا انکار کر سکے ۔ کہ ان کی مجلسی ۔ جسمانی سیاسی اور دماغی ترقی انتہا تک پہنچی ہوئی تھی ۔ اس زمانہ میں مسلمانوں نے جو ترقی کی ۔ تاریخ عالم میں اگر کوئی نظیر اس کی ہے ۔ تو پیش کرو ۔ پھر جب یہ ثابت ہے ۔ کہ پردہ کی پوری پابندی کے باوجود قرون اولےٰ کے مسلمانوں نے انتہائی ترقی کی ۔ تو آج کسی کوتاہ بین کا یہ قول کس طرح درست تسلیم کیا جا سکتا ہے ۔ کہ پردہ ترقی میں مانع ہے ؛

ریفارمر کا بے بنیاد دعوےٰ

پھر اس زمانہ میں ہی دیکھ لو بے جا ضد اور ہٹ دھرمی اور چیز ہے ۔ لیکن حقائق اور واقعات پر دیانتداری سے اگر نگاہ ڈالی جائے ۔ تو آج بھی ہر منصف مزاج کو تسلیم کرنا پڑے گا ۔ کہ مسلمانوں کے ہاں مجلسی خرابیاں ہندوؤں اور دیگر غیر مسلموں کی نسبت بہت ہی کم ہیں ۔ کون نہیں جانتا ۔ کہ یورپ کا خانگی اور مجلسی نظام تباہ ہو چکا ہے ۔ اور حکومتیں اب قوانین کے ذریعہ ان نقصانات کے ازالہ کی کوششیں کر رہی ہیں ۔ جو محض بے پردگی کے نتیجہ میں پیدا ہو رہے ہیں ۔ ہندوؤں کے لیڈر اور پریس تمام شور مچا رہے ہیں ۔ کہ عورتوں کی بے جا آزادی اور اس کے خوفناک عواقب سے قوم کو بچایا جائے ۔ ان حالات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ پردہ مجلسی ترقی کے رستہ میں مانع ہے ۔ صریح غلط بیانی ہے جو مسلمان آج بھی پردہ کرتے ہیں ۔ وہ مجلسی لحاظ سے غیر مسلموں کی نسبت بہت بڑھے ہوئے ہیں ۔ یہی حال جسمانی ترقی کا ہے ۔ ہندو اخبارات اپنی قوم میں شرح پیدائش کی کمی اور وفات کی زیادتی کے سوال پر صفحات کے صفحات سیاہ کرتے رہتے ہیں ۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں میں پیدائش کی زیادتی اور اموات کی کمی کی مثال پیش کر کے اپنی قوم کو اس سوال کی اہمیت کی طرف متوجہ کرتے رہتے ہیں ۔ جو صریح ثبوت ہے اس امر کا ۔ کہ مسلمان جسمانی لحاظ سے بھی ہندوؤں سے اچھی حالت میں ہیں ۔ اسی طرح ملک و قوم کی خدمت کے لئے مسلمانوں نے سیاسی اور دماغی لحاظ سے ہندوؤں سے بہت زیادہ قابل افراد پیدا کئے ہیں ۔ ذاتیات کی بحث میں نہ پڑنے کی وجہ سے ہم اس کی تفاصیل میں جانا مناسب نہیں سمجھتے ۔ وگرنہ امر واقعہ یہی ہے ۔ اور سمجھدار ہندو بھی اس کے قائل ہیں ۔ پس یہ کہنا ۔ کہ پردہ مجلسی جسمانی سیاسی اور دماغی ترقی میں مانع ہے ۔ بالکل بے بنیاد دعوےٰ ہے ۔

ختنہ پر عجیب و غریب اعتراض

آریہ سماج کی طرف سے اسلام پر اب جس قسم کے بے معنی اور بے ہودہ اعتراضات کئے جاتے ہیں ۔ ان کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمایئے ۔ "ختنہ سے موت" کے عنوان سے پرکاش ۱۱ اگست نے لکھا ہے ۔

" ایک اطلاع مظہر ہے ۔ کہ طرف وادی میں ایک لڑکے کا ختنہ کیا گیا بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ اس لڑکے کی موت واقع ہو گئی ہے ۔ پولیس اس کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے مردہ خانہ میں لے گئی ۔ اور تفتیش کر رہی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پولیس کی تفتیش خواہ کچھ ثابت کرے ۔ لیکن اتنا تو ظاہر ہے ۔ کہ ختنہ نے ایک معصوم بچہ کی جان لے کر چھوڑی ۔ اگر اس غریب کا ختنہ نہ کیا جاتا ۔ تو ممکن ہے ۔ وہ اس قبل از وقت موت کا شکار ہو کر اپنے والدین کو داغ مفارقت نہ دے جاتا ۔ اور نہ ہی پولیس کو پوسٹ مارٹم کی ضرورت محسوس ہوتی"

اعتراض کی نامعقولیت

اگر "پرکاش" ختنہ پر کسی علمی رنگ میں کوئی اعتراضات کرتا ۔ اور عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ اس کے مضرات پیش کرتا ۔ تو ایک بات بھی تھی ۔ محض ایک واقعہ کو پیش کر دینے سے کہ جس میں ختنہ سے ایک موت کا واقع ہونا بیان کیا گیا ہے ۔ ختنہ کا مضر ہونا ثابت نہیں ہو سکتا ۔ اگر ختنہ سے ایک موت ہو جانا اس بات کی دلیل ہے ۔ کہ یہ طریق ٹھیک نہیں ۔ تو دنیا میں شائد ہی کوئی ایسی چیز مل سکے ۔ جو اس معیار کے رو سے مفید اور کارآمد ثابت ہو سکے ۔ کیا اس امر سے "پرکاش" انکار کر سکتا ہے ۔ کہ بعض اوقات بہتر سے بہتر کھانا جو انسانی زندگی کے لئے اشد ضروری چیز ہے کسی وجہ سے انسانی موت کا باعث بن جاتا ہے ۔ پھر کیا اس سے یہ سمجھ لیا جائے کہ کھانا ایک مضر چیز ہے ۔ خود پنڈت دیانند جی کی موت دودھ پینے سے ہوئی تو کیا "پرکاش" نے اس کے بعد یہ اصول وضع کر لیا ہے ۔ کہ کسی آریہ کو کبھی دودھ نہیں پینا چاہیئے ۔ اور کیا وہ یہ کہنے کو تیار ہے ۔ کہ اگر ہن غریب کو دودھ نہ پلایا جاتا ۔ تو ممکن ہے ۔ کہ وہ اس قبل از وقت موت کا شکار ہو کر اپنے متبعین کو داغ مفارقت نہ دے جاتا ۔ اگر وہ کہے کہ دودھ اپنی ذات میں بہت اچھی اور مفید چیز ہے ۔ پنڈت جی کی وفات اس زہر سے ہوئی ۔ جو اس میں ملا دیا گیا ۔ اور اس وجہ سے دودھ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا ۔ تو کیا وہ اتنا نہیں سمجھ سکتا ۔ کہ اس بچہ کی موت اس بے احتیاطی کی وجہ سے ہوئی جو ختنہ کرنے میں برتی گئی ۔ یا اور کسی ایسے ہی ضمنی نقص کے باعث ہوئی ۔ اس لئے اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح نہیں ۔ کہ ختنہ اپنی ذات میں مضر چیز ہے ۔ دنیا میں کروڑوں انسان ختنہ کراتے ہیں ۔ اور پھر زندہ رہتے ہیں ۔ ان سب کو نظر انداز کر کے اس ایک مثال کو لے لینا کہاں کی معقولیت ہے ؛

دنیا میں جو چیز بھی ہے ۔ وہ خواہ کس قدر ہی مفید اور آرام دہ ہو ۔ اس کا کوئی نہ کوئی مضر پہلو بھی ہوتا ہے ۔ جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں ۔ کھانا انسانی زندگی کے لئے کیسی ضروری چیز ہے ۔ لیکن کیا دنیا میں کھانا اموات کا باعث نہیں بن جاتا پھر رہائش کے لئے مکان اشد ضروری چیز ہے ۔ لیکن کیا ایسا نہیں ہوتا ۔ کہ مکان کے گر پڑنے کی وجہ سے کئی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں ۔ مکانات کی تعمیر کے وقت کئی حادثات ایسے ہو جاتے ہیں ۔ جن کی وجہ سے جانیں ضائع ہو جاتی ہیں ۔ پھر کیا کسی کو مکان نہیں بنانا چاہیئے ۔ ۔ یہ وہ نقصانات ہیں ۔ جن کی مقدار ختنہ کے ذریعہ نقصان جان ہونے کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے ۔ جب ان نقصانات کو دیکھ کر لوگ کھانا کھانا نہیں چھوڑ دیتے مکانوں میں رہائش ترک نہیں کر دیتے ۔ تو پھر محض اس وجہ سے کہ ملتان ڈسٹرکٹ میں ایک چھوٹا لڑکا ختنہ کے باعث فوت ہو گیا ۔ یہ کہنا کہ ختنہ کی رسم نقصان رساں ہے ۔ پرلے درجہ کی بے ہودگی اور لغویت نہیں ۔ تو اور کیا ہے ۔

"پرکاش" اور دیگر آریہ اخبارات اگر اسلام کے کسی مسئلہ پر علمی رنگ میں بحث نہیں کر سکتے ۔ اور ان کے پاس کوئی ایسی بات نہیں یا جو وہ اسلام کے خلاف معقولیت سے پیش کر سکیں ۔ تو دیانتداری اور شرافت کا اقتضاء یہ ہے ۔ کہ زبان اعتراض دراز نہ کریں ۔ لیکن ہمارا مدت کا تجربہ بتلاتا ہے ۔ کہ آریوں سے اس قسم کی توقع رکھنا فضول ہے

مذاہب غیر

جراسندھ کے خلاف کرشن جی کی جدوجہد

کرشن جی کی بہن سبھدرا کے ارجن کے ساتھ بیاہ کا ذکر مختصر طور پر ایک گذشتہ پرچہ میں کیا جا چکا ہے۔ اور بتایا جا چکا ہے کہ کرشن جی کے مشورہ اور ایما سے ارجن اسے زبردستی اٹھا لے گیا۔ اور راکشس ریتی سے اس کے ساتھ بیاہ کر لیا۔ اس رشتہ سے کرشن جی کی غرض یہ تھی۔ کہ ارجن اس زمانہ کا زبردست تیر انداز تھا۔ اور بھیم اس کا بھائی شہ زور آدمی تھا۔ آپ چاہتے تھے۔ کہ پانڈوؤں کے ساتھ تعلق اس نوعیت کا ہو جائے۔ کہ اپنے قدیمی دشمن راجہ جراسندھ والئے مگدھ سے انتقام لینے میں ان کی امداد حاصل ہو سکے ؛

پانڈوؤں کا عروج

لکھا ہے ارجن جب اپنے دارالسلطنت میں واپس پہنچا۔ تو کرشن جی بھی اس کے پاس گئے۔ پانڈوؤں کی حکومت اس وقت صرف جنگلی علاقہ پر تھی۔ ارجن بھیم اور کرشن نے ملکر اس علاقہ کو بہت حد تک صاف کیا۔ اور ان وحشی اقوام پر جو کبھی کسی کے زیرنگین نہ ہوئی تھیں۔ غلبہ حاصل کر لیا۔ جس سے تمام اردگرد کے علاقہ پر ان کی قوت و ہیبت کا سکہ بیٹھ گیا۔ کیونکہ اس وقت تک آریہ ورت کا کوئی راجہ ان اقوام کو اپنا مطیع کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ اس کامیابی کے بعد پانڈوؤں نے دیگر راجاؤں کو اپنا باجگذار بنانے کی کوشش شروع کی۔ چنانچہ کئی ایک کو جنگ کر کے زیر کیا۔ اور کئی ایک نے ان کی طاقت و شوکت کو دیکھ کر خود بخود اپنے آپ کو ان کی پناہ میں دے دینا مناسب سمجھا۔ اور اس طرح پانڈوؤں کو بہت عروج حاصل ہو گیا ؛

پانڈوؤں کا کونسل چیمبر

ارجن نے کسی موقعہ پر اس زمانہ کے بہت بڑے انجنیئر مایا نامی کی جان بچائی تھی۔ وہ اس احسان کا بدلہ اتارنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے ارجن سے خواہش کی۔ کہ مجھے کوئی خدمت سپرد کی جائے۔ ارجن نے اسے کرشن جی کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اسے کہا۔ کہ اگر تم ارجن کے احسان کا بدلہ دینا چاہتے ہو۔ تو ایک ایسا ایوان شاہی تیار کراؤ جس کی مثال دنیا پر موجود نہ ہو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہال تعمیر کیا۔ جو مہابھارت کے بیان کے مطابق اس کا رقبہ ۵ ہزار ہاتھ تھا۔ سارا محل جواہرات اور موتیوں کی چمک دمک سے جگمگ جگمگ کرتا رہتا تھا۔ اس کے تمام ستون سنہری تھے۔ وسط میں ایک تالاب تھا جس کے شفاف پانی میں سے سطح نظر آتی تھی۔ تالاب کی دیواروں پر سنگ مرمر لگا ہوا تھا۔ سیڑھیوں میں ہیرے جواہرات جڑے تھے۔ مصنوعی جنگل اور قدرتی مناظر بھی دکھائے گئے تھے اس ایوان کا افتتاح بھی نہایت شان و شوکت سے ہوا۔ اور اس تقریب پر ہندوستان کے تمام والیان ریاست مدعو کئے گئے

راجسویگ کا ارادہ

غرضکہ محل کی تعمیر کا ذکر ضمناً اس لئے کیا گیا ہے۔ کہ بتایا جائے۔ اس وقت اس خاندان کی حیثیت کیا تھی۔ اور کرشن جی اپنے مصالح کی خاطر اس میں کس اہتمام اور شوق کے ساتھ اضافہ کرتے رہے تھے۔ پانڈوؤں کے اس قدر عروج کو دیکھ کر مہاراجہ یدھشٹر نے راجسویگ کرنے کا ارادہ کیا۔ جس کا مطلب ہے۔ کہ شہنشاہ کا لقب اختیار کیا جائے۔ اس رسم کا طریق یہ تھا۔ کہ یگ کرنے والا راجہ یگ کے لئے مقرر کردہ تاریخ سے ایک سال قبل ایک گھوڑا کھلا چھوڑ دیتا تھا۔ کہ جہاں اس کا جی چاہے جائے۔ اس کا بلا روک ٹوک کھلے بندوں پھرنا اس بات کی دلیل سمجھی جاتی تھی۔ کہ تمام ملک میں اسے چھوڑنے والے کا کوئی مدمقابل نہیں۔

کرشن جی کا مشورہ

یدھشٹر نے جب یگ کرنے کا ارادہ کرشن جی کے سامنے ظاہر کیا۔ تو آپ نے جراسندھ کے خلاف فوج کشی پر اسے آمادہ کرنے کی غرض سے کہا۔ کہ جب تک مگدھ کا راجہ جراسندھ خود مختار ہے۔ اور کشتریوں پر سخت سے سخت مظالم روا رکھ رہا ہے۔ اس نے بہت سے کشتری راجے قید میں ڈال رکھے ہیں۔ اور مخلوق خدا کو طرح طرح سے تنگ کرتا ہے۔ آپ کو یا کسی اور کو راجسویگ کرنے کا حق حاصل نہیں۔ جراسندھ اس وقت بہت زبردست طاقت کا مالک ہے۔ اور جو شخص اس پر غلبہ نہیں پا چکا۔ وہ شہنشاہی کا لقب اختیار کرنے کا اہل نہیں ہو سکتا۔ اس جھنڈے تلے بڑے بڑے دلاور اور جوانمرد موجود ہیں۔ پھر کس طرح ممکن ہے۔ اس کے جیتے جی آپ راجسویگ کر سکیں۔ ایسا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ پہلے آپ اس پر فتح حاصل کریں۔ اور بے گناہوں کو اس کے پنجۂ ستم سے آزاد کرائیں اور پھر یگ کریں۔

بھیم کی تقریر

کرشن جی کی تقریر کو سنکر یدھشٹر پر گویا اوس پڑ گئی۔ اور اس نے کہا۔ کہ فی الواقع جراسندھ اتنا زبردست ہے۔ کہ مجھے اس پر غلبہ پانے کی کوئی امید نہیں ہو سکتی۔ اس کی اس مایوسی کو دیکھ کر اس کے بھائی بھیم نے ایک ولولہ انگیز تقریر کی جس میں کہا۔ کہ شکست ہمیشہ کم ہمتی سے ہوتی ہے۔ اگر حکمت عملی سے کام کیا جائے۔ تو ناکامی کی کوئی وجہ نہیں۔ کرشن جی پر دانائی اور حکمت ختم ہے۔ طاقت میں میرا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور ارجن تو فتح مجسم ہے۔ جب ایسے تین لاثانی پہلوان آپ کے ساتھ ہیں۔ تو آپ کو گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ بلاخوف اس پر فوج کشی کے لئے آمادہ ہو جائیں

کرشن جی کو یدھشٹر کا جواب

بھیم کے بعد پھر کرشن جی نے ایک تقریر کی جس میں جراسندھ کو نہایت گھناؤنے رنگ میں پیش کیا۔ اور اس کی تمام برائیوں اور نقائص کو پوری فصاحت کے ساتھ بیان کر کے یدھشٹر کے دل میں اس کے خلاف غصہ پیدا کرنا چاہا۔ لیکن یدھشٹر جراسندھ سے کچھ ایسا مرعوب تھا۔ کہ اسے پھر بھی حوصلہ نہ ہوا۔ اور اس نے یہی جواب دیا۔ کہ کس طرح ہو سکتا ہے شہنشاہ کا لقب اختیار کرنے کے لئے میں آپ تینوں کو جو مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں جراسندھ کے مقابل پر جو موت کے مونہہ میں جانے کے مترادف ہے بھیجدوں۔ جراسندھ تو ایسا زبردست ہے۔ کہ اسے یم مہاراج (ملک الموت) بھی شکست نہ دے سکیگا۔ تم لوگ اس کا مقابلہ کیسے کر سکو گے۔ میں ذاتی مفاد کے لئے آپ لوگوں کو خطرہ میں نہیں ڈال سکتا۔ اور میری رائے میں اس خیال سے باز رہنا ہی اچھا ہے۔

اس کے بعد ارجن نے ایک پرجوش تقریر کی جس میں جراسندھ کی پوزیشن اور طاقت کو بہت کچھ گرا کر پیش کیا۔ اور یہ کہہ کر یدھشٹر کو مشتعل کرنا چاہا۔ کہ وہ نیچ خاندان سے ہے اور کشتری راجاؤں پر ظلم کر رہا ہے۔ بہادری اور جوانمردی کا تقاضا ہے کہ اس کا سر کچلا جائے۔ اس لئے آپ بے ہمتی کے خیالات کو دل سے نکال دیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے جراسندھ کا کچھ ایسا رعب تھا۔ کہ اس کے باوجود یدھشٹر اس پر حملے کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ اور ارجن کے بعد کرشن جی کو پھر اسے آمادہ کرنے کے لئے تقریر کرنی پڑی۔

جراسندھ سے مقابلہ کی تیاری

آخر اس قدر ترغیب کا یہ اثر ہوا۔ کہ یدھشٹر تیار ہو گیا۔ اور اس نے خیال کیا۔ کہ جب یہ لوگ اس قدر مصر ہیں۔ تو ان کی مرضی لیکن اس نے باقاعدہ جنگ کی جرأت پھر بھی نہ کی۔ اور یہ طے پایا۔ کہ حکمت عملی سے اسے قتل کیا جائے۔ چنانچہ کرشن بھیم۔ اور ارجن اس بات پر مامور ہوئے۔ کہ خفیہ طریق پر کوئی ایسی سازش کریں۔ جس سے یہ کانٹا باسانی نکل جائے۔ کرشن جی نے کچھ ایسے طریق سے یدھشٹر کو مطمئن کیا۔ کہ اس نے ان کو رخصت کرتے ہوئے ان کا ہاتھ چوما۔ اور بے خودی کے عالم میں کہہ اٹھا۔ کہ کس کی طاقت ہے۔ کرشن اور ارجن کو نیچا دکھا سکے۔ اس نے اس پارٹی کا لیڈر کرشن جی کو مقرر کر کے باقی دو کو ان کی ماتحتی

مختصر تاریخ جماعت احمدیہ ضلع ڈیرہ غازیخان

جماعت کا قیام

سنہ ۱۹۰۵ء میں پرانے شہر ڈیرہ غازی خان میں ایک دوست میاں عبدالرحمن صاحب سکنہ ملتان جن کی دوکان صدر بازار میں تھی۔ اور مولوی عزیز بخش صاحب بی اے برادر مولوی محمد علی صاحب دو احمدی صاحبان تھے۔ میاں عبدالرحمن صاحب اور اخوند محمد افضل خانصاحب ہم جماعت تھے۔ اس لئے عموماً صدر بازار میں ان دونوں کی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ ایک روز اخوند صاحب نے اول الذکر سے پرچہ "الحکم" جس کا وہ مطالعہ کر رہے تھے پڑھنے کے لئے لیا۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعا پر مضمون تھا۔ اس مضمون کے متعلق اخوند صاحب نے مولوی احمد بخش صاحب سے (جو آج کل آنکھوں سے معذور اور احمدیت کا بدستور مخالف ہے) ذکر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق پوچھا۔ یہ کون بزرگ ہیں مولوی صاحب نے مضمون مذکور کو تو پسند کیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کے متعلق نہایت ہی مخالفانہ رنگ میں ذکر کیا۔ ان ہی ایام میں مولوی امام بخش صاحب مرحوم۔ مولوی عبدالرحمن صاحب مرحوم اور مولوی محمد عثمان صاحب اور مولوی علی محمد صاحب مرحوم مدرسین سے جو ایک ہی مکان پر اخوند صاحب کے گھر کے نزدیک رہتے تھے۔ اخوند صاحب نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کے متعلق ذکر کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ماتحت اخوند صاحب اور ان کی تحریک و تبلیغ پر اول الذکر ہر سہ مولوی صاحبان داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہو گئے۔ اور موخر الذکر مولوی صاحب یہاں سے بمقام ... تبدیل ہونے کے ایک خواب کی بنا پر احمدیت میں داخل ہوئے۔ اس طرح اخوند صاحب نہ صرف خود داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے۔ بلکہ مقامی احباب کی ایک جماعت احمدیہ قائم کر دی۔ تاریخ بیعت سے ہی اخوند صاحب حضرت اقدس کو خط و کتابت میں علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھا کرتے تھے۔ مولوی عزیز بخش صاحب سے سلسلہ میل ملاقات چند یوم کے بعد شروع ہوا۔

مخالفت کا زور

چونکہ ہماری یکجا نمازوں کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اس لئے جماعت نے اخوند صاحب کے ایما اور امداد پر مسجد تیلیاں والی میں نماز پڑھنی شروع کی۔ جو غیر آباد چلی آتی تھی۔ اس پر ہماری مخالفت شروع ہو گئی اور ہمارا سختی سے بائیکاٹ کیا گیا لیکن یہ بائیکاٹ اور مخالفت ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ کیونکہ انہی ایام میں اخوند صاحب کے عم صاحب کوتوال شہر تھے۔ بعد ازاں وہ بھی اشد مخالف ہو گئے۔ بلکہ نوبت ضمانت حفظ امن تک پہنچی۔ یہ حربہ بھی کارگر نہ ہوا کیونکہ اخوند صاحب دفتر پولیس میں بعہدہ اسسٹنٹ کلرک متعین تھے۔ ہماری ترقی خدا کے فضلوں کے ماتحت پوری طرح جاری رہی اور نمازیں باجماعت ادا ہوتیں اور کھلم کھلا تبلیغ زوروں پر تھی۔ کہ اخوند صاحب بال سنہ ۱۹۰۸ء میں ترقی پا کر ضلع جھنگ میں تبدیل ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد جماعت احمدیہ کو بڑی بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔

تعمیر مسجد

آخر تجویز ہوئی کہ اپنی مسجد تعمیر کی جائے۔ اس کے لئے احباب نے فراخدلی سے چندے دینے شروع کئے۔ ایک مکان صدر بازار نزد دستہ بن گیٹ خریدنے لگے۔ پانچ صد روپیہ کا تمسک تحریر ہو رہا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اس جمع کی ہوئی پونجی کو ضائع ہونے سے بچا لیا۔ اور معمولی سے اختلافات پر یہ تمسک ضبط تحریر میں نہ آسکا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخالفت اور تکلیفوں کے سارے حالات لکھے جاتے۔ دعاؤں کے لئے عاجزانہ درخواستیں کی جاتیں۔ اور حضور انور نے دعائیں فرمائیں۔ تھوڑے عرصہ کے بعد شہر ڈیرہ غازی خان سنہ ۱۹۰۸ء سے شروع ہو کر ۱۹۱۱ء تک مکمل طور پر بصورت عذاب دریا برد ہو گیا۔ جو اب موضع چورٹہ میں نو میل کے فاصلہ پر بجانب غرب جدید آباد کیا گیا ہے۔ جہاں جماعت کی ساعی جمیلہ اور اس بچی ہوئی پونجی سے مسجد اور لائبریری تعمیر کی گئی۔ جسے اب مخالفین بہ نظر رشک دیکھتے ہیں۔ احباب نے پرانے شہر کی مساجد کی اینٹیں اور دروازے جو کچھ بھی دستیاب ہو سکا۔ ان کے مالکان کی اجازت سے جمع کئے اور جدید شہر میں تکلیفیں اٹھا کر اور بہ صرف کثیر لا کر مسجد کے لئے سامان جمع کیا۔ جماعت کو بیرون جات سے بھی چندہ جمع کرنا پڑا۔ جس کے متعلق چودھری نذر محمد صاحب مرحوم عم زاد برادر حضرت مولوی شیر علی صاحب اور حکیم عبدالخالق صاحب قابل ذکر ہیں۔ بستی رندان کے دوستوں نے بھی تیاری مسجد میں پوری امداد دی۔ تعمیر کی نگہداشت اور کام کی دیکھ بھال کا کام میاں نبی بخش صاحب رنگ ساز (مرحوم) کرتے رہے۔ ان کے وقت کی تعمیر شدہ مسجد و لائبریری کا مکان جو لائبریری اور مہمان خانہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ تاحال کسی قدر تغیر کے ساتھ موجود ہے۔ وہ باوجود بوڑھے ہونے کے دوسرے احباب کے مکانات کی بھی دیکھ بھال کرتے تھے۔ مسجد کی چھت کی رنگائی جو خوبصورت اور دیدہ زیب ہے۔ میاں صاحب مرحوم کے فرزند شیخ عبدالقادر صاحب نے اپنے خرچ سے کی۔ اور اس وقت تک وہ اس کام کے ذمہ وار چلے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ آمین

عہدیداران

اس وقت جماعت کے حسب ذیل اول الذکر چار دوست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام سے ہیں

(۱) اخوند محمد افضل خان صاحب پریذیڈنٹ

(۲) مولوی محمد عثمان صاحب مدرس سکرٹری بیت المال و جائنٹ جنرل سکرٹری۔

(۳) حکیم عبدالخالق صاحب سکرٹری تعلیم و تربیت و سکرٹری تبلیغ و (آنریری) انسپکٹر بیت المال۔

(۴) اخوند محمد اکبر خان صاحب اس وقت وہ منٹگمری میں بعہدہ ای۔ اے۔ سی ہیں۔

انجمن کے دیگر عہدہ داران حسب ذیل ہیں۔

(۵) اخوند اقبال محمد صاحب بی۔ اے سکرٹری احمدیہ ایسوسی ایشن و انصار اللہ و لیکچرار۔

(۶) رانا فیض محمد صاحب انسپکٹر و تبلیغ تحصیل ڈیرہ غازیخان

(۷) ملک عزیز محمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی فارن سکرٹری جماعت احمدیہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔ و پریذیڈنٹ احمدیہ ایسوسی ایشن

اخوند محمد افضل صاحب کی خدمات

جنرل سکرٹری و نائب مہتمم تبلیغ و مہتمم امور عامہ جماعت ہائے احمدیہ ضلع ڈیرہ غازی خان کے عہدوں کے حامل بھی اخوند محمد افضل خان صاحب ہیں۔ جو سال ۱۹۲۶ء سے اس وقت تک اپنے کاروبار کو چھوڑ کر صرف احمدیت کے لئے وقف ہیں۔ اور ہر ایک شعبہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں بہ کمال انہماک و محنت کام کر رہے ہیں۔ اس دوران میں جماعت احمدیہ کے خلاف کئی قسم کی ریشہ دوانیاں اور افراد جماعت کو ملوث کرنے کے لئے کئی ایک خفیہ سازشیں اور پبلک مخالفتیں ہوئیں۔ جن کے پیچھے بڑے بڑے لوگوں کے ہاتھ کام کر رہے تھے۔ اخوند صاحب ہمیشہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ماتحت احمدیت کے وقار کو قائم رکھا۔ مزید برآں احمدیہ نقطہ نگاہ

سے کئی ایسے اہم واقعات رونما ہوئے۔ جن میں صاحب موصوف اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل میں دلیری سے کام کر کے بفضلہ اس وقت تک کامیاب رہے ہیں۔ غرض وہ ہمہ تن احمدیت کے لئے ہی وقف ہیں۔ جماعت احمدیہ ضلع ڈیرہ غازی خان دست بدعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کی خدمات قبول فرما کر انہیں بڑے بڑے اجر دے ؛

مولوی محمد عثمان صاحب کی خدمات

مولوی محمد عثمان صاحب شروع بیعت سے ہی جماعت احمدیہ کے صاحب تجربہ صائب الرائے کارکن ہیں یکم اکتوبر ۱۹۲۸ء سے بیت المال کے سکرٹری مقرر ہو کر علاوہ دیگر شعبہ ہائے نظام جماعت کے دیانتداری سے اس وقت تک کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو اعلےٰ اجر عطا فرمائے ؛

اختلاف

اختلاف اولیٰ کے اخیر وقت تک جماعت متفق رہی۔ اور کسی قسم کا اختلاف رونما نہ ہوا۔ لیکن خلافت ثانیہ کے وقت مولوی عزیز بخش صاحب اپنے بھائی مولوی محمد علی صاحب کے نقش قدم پر چلکر جماعت سے علیحدہ ہو گئے۔ حالانکہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع بذریعہ تار موصول ہونے پر انہوں نے جماعت کو اکٹھا کر کے ایک تقریر کی۔ جس میں کہا تھا۔ کہ "میں قادیان جا رہا ہوں۔ جو خلیفہ منتخب ہو بیعت کر لینی چاہیئے" لیکن قادیان سے خط لکھا۔ کہ "بعض کوتاہ فہم لوگوں نے خلیفہ کا انتخاب کر لیا ہے۔ اس لئے بیعت میں بہت جلدی نہ کرنی چاہیئے" مگر جماعت نے ان کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے متفقہ طور پر خلافت ثانیہ کو تسلیم کر کے اپنی بیعت کا اعلان کر دیا۔ بروئے پوسٹر مجریہ دفتر الحکم اخوند محمد افضل خان صاحب کا بیعت نمبر ۲ تھا۔ جو اس وقت ضلع ملتان میں تعینات تھے۔

ایک راز کی بات

معلوم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب کی تحریر میں ایک راز تھا جو بعد میں اس طرح ظاہر ہوا۔ کہ مسجد میں مولوی محمد عثمان صاحب سردار شیر بہادر خانصاحب اور دیگر چند احباب خدا تعالےٰ کا شکر کر رہے تھے۔ کہ خلیفہ منتخب ہو گیا۔ اس پر مولوی صاحب کے فرزند میاں اللہ بخش صاحب نے جہاں تک یاد پڑتا ہے یہ کہا کہ "کیا چچا (مولوی محمد علی صاحب) منتخب ہوا ہے" ؟ لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا نام لیا گیا۔ تو اللہ بخش صاحب افسردہ دل ہو کر گھر میں چلے گئے ؛

مولوی عزیز بخش صاحب کی ناکامی

مولوی عزیز بخش صاحب جو ان دنوں معزز عہدہ - آپکے - دی۔ سی پر ممتاز تھے۔ مسجد اور لائبریری پر قبضہ کر بیٹھے تھے۔ مگر ان کی کوششیں اخوند محمد اکبر خان صاحب کے مقابلہ میں بے کار ثابت ہوئیں۔ نیز عقائد در بارہ نبوت وکفر واسلام میں ہمیشہ اخوند صاحب از روئے حوالہ جات کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مولوی صاحب موصوف کو مسکت جواب دیا کرتے۔ جب ہر طرف سے مولوی صاحب کو ناکامی ہوئی۔ تو ٹوپیانوالہ بازار میں کچھ زمین مسجد کے لئے افسران ضلع کی مہربانی سے خرید کی۔ اور چار دیواری بنائی گئی۔ دوں تک تو وہ لوگوں کو بلا بلا کر اس کے اندر بنائے ہوئے چبوترے پر نماز ادا کرتے رہے۔ بعد ازاں پنشن لیکر لاہور چلے گئے۔ خریدی ہوئی زمین کا احاطہ ابھی تک غیر آباد پڑا ہے ؛

جلسہ گاہ کی تیاری

۱۹۲۸ء میں سیرت النبی صلعم کے جلسوں کی بنیاد ہمارے پیارے امام نے ہندوستان کی فضا کو مد نظر رکھتے ہوئے ڈالی جس کی تعمیل میں اخوند محمد افضل خان صاحب کی تحریک پر جماعت احمدیہ شہر ڈیرہ غازی خان نے اپنا جلسہ چوک لوہاراں پتھر بازار میں کرنا چاہا لیکن وہاں کے لوگوں نے ہمیں جلسہ نہ کرنے دیا۔ اس لئے ہم نے اپنا جلسہ ایک تنگ میدان لائبریری میں منعقد کیا۔ لائبریری کی اراضی ملحقہ پر شیخ محمد ابراہیم صاحب احمدی ٹھیکیدار نے مکان رہائشی بنایا ہوا تھا۔ اور اس پر ۱۹۱۱ء سے قابض چلے آتے تھے۔ چونکہ جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ اور قلت جگہ کی وجہ سے عام پبلک متصلہ گلیوں اور چالیس فٹ کے راستہ میں کھڑی رہی۔ اس لئے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اخوند صاحب نے شیخ صاحب سے مکان خالی کرانے اور لیکچر گاہ کی بنیاد رکھنے کی کوشش شروع کر دی۔ بڑی دقتوں کے بعد شیخ صاحب سے مکان خالی کرانے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ خالی کراتے ہی مکان کو گرا دیا گیا۔ اور اپنے صرف سے چار دیواری بنا دی گئی۔

احباب جماعت کا ایثار

چودہری عبد اللہ خان صاحب مرحوم امیر جماعت نے یہ قربانی کی۔ کہ اپنا رہائشی مکان تقریباً چھ ماہ سے زائد عرصہ کے لئے شیخ صاحب کو مفت رہائش کے لئے دیدیا جماعت کی مالی اور عملی کوششوں سے اس احاطہ کے دروازہ کی بنیادی اینٹ پروفیسر اخوند محمد عبد القادر صاحب ایم اے نے رکھی۔ دروازہ کلاں عطا کردہ حکیم عبد الخالق صاحب لگایا گیا۔ اور دوستوں کا نام جنہوں نے عملی طور پر مالی امداد کے علاوہ کام کیا۔ اس دروازہ پر لکھ دیا گیا۔ امداد کرنے والے دوستوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) اخوند محمد افضل خان صاحب (۲) حکیم عبد الخالق صاحب (۳) مولوی محمد عثمان صاحب (۴) شیخ عبد القادر صاحب۔ اب یہ زمین بطور لیکچر گاہ استعمال ہوتی ہے۔

بستی مندرانی وبزدار میں احمدیت

۱۹۰۰ء میں مولوی ابو الحسن صاحب سکنہ اندر بہار بزدار جو دیوبند کے تعلیم یافتہ اور فرقہ اہل حدیث سے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں قادیان پہنچ کر آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ پھر کچھ عرصہ وہاں رہ کر بستی رنداں ضلع ڈیرہ غازی خاں میں تشریف لائے اور اپنے سابقہ دوستوں سے کہا۔ کہ اب ہمارا اور تمہارا گزارا نہیں ہو گا۔ کیونکہ میں نے مہدی موعود علیہ السلام کی جو قادیان ضلع گورداسپور میں ظاہر ہوئے بیعت کر لی ہے۔ اس پر فوراً محمد عظیم خان صاحب اور اللہ بخش خان صاحب مرحوم واللہ دتہ خان اقوام سہرانی بلوچ قادیان تشریف لے گئے۔ اور بیعت کر کے واپس آئے۔ اس کے بعد بستی کے دوسرے لوگوں نے بھی آہستہ آہستہ بیعت کر لی۔ اور بستی مندرانی وبزدار میں بھی مولوی صاحب موصوف کی کوشش سے احمدیت کا بیج بویا گیا۔ ہر سہ بستیوں میں خدا تعالےٰ کے فضل سے آبادی کے لحاظ سے اچھی تعداد میں احمدی دوست موجود ہیں۔ بستی رنداں میں محمد عظیم خانصاحب جو علم حدیث سے اچھی واقفیت رکھتے ہیں۔ اور شاعر بھی ہیں۔ میاں فتح محمد صاحب۔ اللہ دتہ خانصاحب پیر خان صاحب و حاجی جندوڈا صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابہ میں سے زندہ موجود ہیں۔ اور منگروٹھہ میں مولوی ابو الحسن صاحب اور بستی بزدار ومندرانی میں محمد عثمان خان صاحب واللہ بخش خان صاحب بھی پرانے صحابہ کرام میں سے ہیں۔ اللہ بخش خان صاحب معہ اپنے دوست مولوی جندوڈا صاحب مرحوم کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے پاپیادہ قادیان تشریف لے گئے تھے۔

کوٹ قیصرانی میں احمدیت

کوٹ قیصرانی میں احمدیت کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں سے معجزانہ رنگ میں پڑی۔ بعہد تمنداری سردار فضل علی خان صاحب سردار امام بخش خان صاحب اور سردار محمود خان صاحب چچا بھتیجا میں تمنداری کا جھگڑا ہوا۔ سردار فضل علی خان صاحب اپنے بیٹے سردار امام بخش خان صاحب کے مخالف ہو کر سردار محمود خان صاحب کے حق میں تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ سردار فضل علی خانصاحب نے اپنے بیٹے سردار امام بخش خانصاحب کو ضلع سے خارج کر دیا

اپنے والد کی وفات پر سردار امام بخش خان صاحب بڑی تکلیفیں اٹھاتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات سے خبر پاکر سردار صاحب موصوف حضور کی خدمت میں قادیان پہنچے اور خاص دعا کے لئے عرض کیا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق وہ کچھ عرصہ قادیان رہے۔ حضور انور نے سردار صاحب کو تمندار ہوجانے کی بشارت دی باوجودیکہ بشارت کے وقت حالات بدستور مخالف تھے۔ قادیان سے روانہ ہوکر جب سردار صاحب ملتان پہنچے جہاں ان کو تمنداری کی سند عطا کئے جانے کی اطلاع پہنچی اور باعزت ضلع ڈیرہ غازی خاں میں بلائے گئے سردار صاحب کے دو فرزند سردار شمشیر بہادر خاں مرحوم اور سردار امیر محمد خاں صاحب تھے۔ سردار شمشیر بہادر خاں صاحب ایک لڑکا سردار منظور احمد خان اپنے پیچھے چھوڑ کر فوت ہوئے اور سردار امام بخش خاں کی وفات پر اصلی وارث تمنداری سردار منظور احمد خان تھے۔ جن کی صغر سنی کی وجہ سے مرحوم کے دوسرے فرزند سردار امیر محمد خان صاحب سربراہ تمندار مقرر ہوئے۔ جو اس وقت تمندار ہیں۔ جو نہایت مخلص احمدی اور پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ کوٹ قیصرانی ہیں۔ سردار منظور احمد خان صاحب حال ہی میں ایچیسن کالج کی تعلیم سے فارغ ہوئے ہیں۔ اب خدا کے فضل سے کوٹ قیصرانی میں کافی مخلص جماعت موجود ہے۔

لجنہ اماء اللہ کا قیام

گذشتہ سال سے یہاں لجنہ اماء اللہ قائم ہوکر بہ منظوری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ لجنہ کا کام نہایت عمدہ ہو رہا ہے۔ تبلیغ اور فراہمی چندہ میں پوری دلچسپی لی جاتی ہے سالانہ بجٹ ستر روپیہ کے قریب ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اضافہ بجٹ کی امید ہے۔

شادن لنڈ میں سردار غلام محمد خان صاحب حیدرانی بلوچ نے جو پشاور صوبہ کے دفتر میں محافظ دفتر تھے۔ احمدیت سے مشرف ہوکر بعد بحصول پنشن شادن لنڈ میں آئے تو ان کی تبلیغی کوششوں سے احمدیت کی بنیاد پڑی۔ اس وقت وہ انجمن احمدیہ شادن لنڈ کے پریذیڈنٹ ہیں۔

ضلع ڈیرہ غازی خاں کا رقبہ

یہ ضلع ۲۵۰ میل کے قریب لمبا اور ۳۰ میل کے قریب چوڑا برلب کنارہ دریائے سندھ واقعہ ہے دامن پہاڑ کوہ سلیمان ہے جہاں قبر پرستی اور پیر پرستی کا دور دورہ ہے۔ شمالی حصہ میں بمقام تونسہ خواجہ سلیمان صاحب علیہ الرحمۃ کا [illegible] ہے۔ اور جنوبی حصہ میں کوٹ مٹھن کے مقام پر خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کی خانقاہ ہے۔ یہ ہر دو گدیاں ضلع ڈیرہ غازی خاں میں خصوصاً اور گردونواح میں عموماً اپنا خاص اثر رکھتی ہیں۔ باوجود ان موانعات کے ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے روزافزوں ہے۔ اور ایسے علاقہ میں جو پنجاب سے دور افتادہ ہے۔ احمدیت کا قائم ہوجانا اور روز بروز ترقی کرتے جانا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا بین ثبوت ہے۔ جماعت ہذا میں بیرونجات سے بھی وقتاً فوقتاً احمدی احباب تبدیل ہوکر آتے رہے ہیں۔ جو علاوہ مقررہ چندوں کے مقامی ضروریات کے لئے حتی الوسع جماعت کو امداد دیتے رہے ہیں۔ ان میں سے چوہدری عبداللہ خان صاحب مرحوم مولوی غلام حسین صاحب سابق ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس اور ملک مولا بخش صاحب سابق کلرک آف کورٹ قابل ذکر ہیں۔ جماعت نے ان بزرگوں سے بہت سے علمی اور روحانی فوائد حاصل کئے۔ اور اس وقت تک موخر الذکر صاحب سے باوجودیکہ وہ ہم سے دور ہیں۔ تالیف و تصنیف و دیگر جماعت کے متعلق ضروری مشوروں سے مستفید ہو رہی ہے۔ ہمارے دل ان کے لئے دعاؤں سے لبریز ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

جماعتوں کی تنظیم

۱۹۳۱ء میں ضلع ڈیرہ غازی خاں میں صرف شہر کی انجمن باضابطہ قائم تھی۔ اور کوٹ قیصرانی میں بھی جماعت ایک نظام کے ماتحت کام کر رہی تھی۔ مگر کئی امور قابل اصلاح تھے۔ باقی سارا ضلع نظام جماعت سے باہر تھا نہ تو تبلیغی کام کسی خاص نظام کے ماتحت جاری تھا۔ اور نہ وصولی چندہ کے لئے کوئی باقاعدہ انتظام تھا۔ ان خامیوں کو مدنظر رکھ کر اخوند محمد افضل خان صاحب نے بعہد امارت مولوی غلام حسین صاحب محنت شاقہ اٹھائی۔ اور ایک نظام جماعت مرتب کیا۔ جس کے ماتحت جملہ افراد جماعت کو ایک سلک میں منسلک کرکے حسب ذیل انجمنوں کی بنیاد ڈالی۔ خدا تعالیٰ کا بے حد و بے شمار شکر ہے کہ تبلیغ جو ہر احمدی کا فرض اولین ہے۔ سکرٹری تبلیغ اور انسپکٹران تبلیغ مقرر ہوکر ایک نظام کے ماتحت جاری ہوگئی۔ اور وصولی چندہ حال میں باقاعدگی ہوکر نمایاں ترقی رونما ہوئی۔ ہر ایک شعبہ نظارت ہائے عالیہ میں باقاعدہ کام شروع ہوگیا۔ یہی وجہ تھی کہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ جب ستمبر ۱۹۳۸ء میں ضلع ڈیرہ غازی خاں کی جماعتوں کے ملاحظہ کے واسطے تشریف لائے۔ تو ضلع ہذا کا اکثر شمالی حصہ اور جنوبی کا دورہ فرمایا۔ اور قیام انجمن ہائے پر کچھ نوٹس ثبت کرکے اظہار خوشنودی فرمایا۔ اور بذریعہ اعلان "الفضل" جماعت ہائے احمدیہ ضلع ڈیرہ غازیخاں کو پنجاب بھر کے اضلاع کی جماعتوں سے ہر ایک نظارت کے کاروبار کے متعلق نمبر اول پر رکھا۔ نیز بوقت ملاحظہ جناب مولوی عبدالمغنی صاحب ناظر بیت المال جو سال ۱۹۳۹ء میں عمل میں آیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر ایک انجمن اپنی تعداد افراد اور وسعت علاقہ کے لحاظ سے روزافزوں ترقی پر دیکھی گئی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

انجمن ہائے ضلع ڈیرہ غازیخاں

(۱) انجمن احمدیہ شہر ڈیرہ غازی خان (۲) انجمن احمدیہ بستی رندان (۳) انجمن احمدیہ جام پور اس انجمن میں شیخ حبیب الرحمن صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی سیکنڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جام پور قابل ذکر ہیں۔ جو اپنے فرائض بخوش اسلوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ مخلص احمدیہ لٹریچر سے پورے واقف ہیں (۴) انجمن احمدیہ شادن لنڈ۔ اس انجمن کے جنرل سکرٹری مولوی گل محمد صاحب مدرس مڈل سکول مخلص اور محنت سے کام کرنے والے دوست ہیں۔ (۵) انجمن احمدیہ کوٹ قیصرانی۔ (۶) انجمن احمدیہ بستی بزدار۔ اس انجمن کے پریذیڈنٹ سردار شیر محمد خان صاحب نمبردار مخلص جوشیلے اور سرگرم احمدی ہیں۔ (۷) انجمن احمدیہ بستی مندرانی۔ (۸) انجمن احمدیہ موڑ جھنگی اس انجمن کے پریذیڈنٹ سردار فیض اللہ خان صاحب ہیں۔ جو پہلے شیعہ تھے اب مخلص احمدی ہیں۔

تحصیل راجن پور جنوبی حصہ ضلع ڈیرہ غازی خان اس وقت تک نظام جماعت سے باہر ہے۔ اس تحصیل میں ہمارے چھ سات دوست متفرق طور پر باہر سے آکر تعینات ہوئے ہیں ہم نے ایک خاص نظام کے ماتحت اس طرف تبلیغ کا کام جاری کیا ہوا ہے۔ ناظرین کرام سے التماس ہے کہ وہ درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دے۔ تاکہ ہم نظام جماعت قائم کرسکیں۔

دعا

آخر میں دعا ہے کہ وہ خدائے عزوجل جو اس وقت تک ہمیں دشمنوں کی شرارتوں سے بچاتا رہا۔ اس قدر ترقی کے مقام پر لایا ہے آئندہ بھی ہمارے ساتھ رہے اور ہماری ناچیز خدمات کو قبول فرماتے ہوئے اور ہماری کمزوریوں اور کوتاہیوں کی ستاری کرتے ہوئے ہمیں دین و دنیا دونوں کی کامیابی عطا فرمائے اور عاقبت بالخیر کرے۔

خاکسار محمد عثمان جائنٹ جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ ضلع ڈیرہ غازیخاں

خداوند پاک کے فضل و کرم سے سب لڑکے ہی لڑکے پیدا ہونگے

اسقاط حمل اٹھرا

اور

ام الصبیان کا ایک ہی بہترین علاج

ان مستورات کو جن کو اکثر اسقاط ہوتا رہتا ہو۔ یا جن کے بچے مرض ام الصبیان میں اکثر فوت ہو جاتے ہوں۔ اس دوا کے کھانے سے انشاء اللہ العزیز نہ تو اسقاط ہوگا۔ اور نہ بچہ مرض ام الصبیان میں مبتلا ہوگا۔ بلکہ خداوند پاک کے فضل و کرم سے زندہ اور تندرست لڑکے ہی لڑکے پیدا ہونگے۔

پہلے میری اہلیہ کو چند مرتبہ اسقاط ہونے کے بعد ایک لڑکا اچھا تندرست و توانا بنام عبد الرب مورخہ ۴ اپریل ۱۹۰۹ء کو پیدا ہوا۔ جو مرض ام الصبیان میں چند مہینے بعد فوت ہوگیا

لہٰذا میں نے فوراً ہی حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی اول مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں تمام حالات لکھے۔ حضور نے فوراً دو نسخہ اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائے اور ارشاد فرمایا۔ کہ ایام حمل میں ایک دوا صبح اور دوسری دوا شام کو کھلائی جائے۔ تاوقتیکہ بچہ پیدا نہ ہو۔ اس وقت تک صبح اور شام یہ دوائیں کھلاتے رہیں۔ حضور کے حکم کے مطابق دوائیں تیار کرلی گئیں۔ اور ایام حمل میں کھلانی شروع کی گئیں۔ خداوند پاک کے فضل و کرم سے ہر حمل میں لڑکا ہی پیدا ہوتا رہا۔ پہلے دوسرے تیسرے حمل میں برابر دوا کھلائی گئی۔ اور پھر کسی ایام حمل میں دوا نہیں کھلائی گئی۔ اور خداوند پاک کے فضل و کرم سے سب بچے زندہ موجود ہیں۔ (۱) مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو عبد الرحمن پیدا ہوا۔ جو میٹرک پاس ہے (۲) مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۱۳ء کو عبد اللہ پیدا ہوا۔ جو قادیان میں معالج چشم آئی ڈاکٹر ہے (۳) مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۱۶ء کو عبد المنان پیدا ہوا جو دہلی میں ہے (۴) مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۱۷ء کو عبد القادر پیدا ہوا۔ جو قادیان میں مدرسہ احمدیہ کی چوتھی جماعت میں پڑھتا ہے (۵) مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۱۹ء کو عبد الستار پیدا ہوا۔ یہ بھی مدرسہ احمدیہ میں پہلی جماعت میں پڑھتا ہے۔ (۶) مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۰ء کو عبد الرشید پیدا ہوا۔ حال ہی میں نکاح ثانی سے ۱۵ اپریل ۱۹۳۲ء کو عبد الشکور پیدا ہوا۔ بعض احباب کی اس فرمائش سے کہ ان نسخوں کو طیار کرکے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچایا جائے۔ اس لئے یہ دوائیں تیار کی گئی ہیں۔ جن احباب کو ضرورت ہو۔ بذریعہ وی پی ذیل کے پتہ سے طلب فرما سکتے ہیں۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔ قیمت صبح اور شام کے دونوں وقت کی دواؤں کی پانچ روپیہ ہے۔

ضروری نوٹ۔ حضور کی تمام طبی کتابوں کو غور سے دیکھا۔ لیکن یہ نسخہ کہیں لکھا ہوا نظر نہ آیا۔ خداوند پاک کے کرم

صحت دولت ہے

ہومیو پیتھک علاج میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے بے انتہا فوائد رکھے ہیں۔ اس میں قوت شفا بہ نسبت دوسرے طریقہ علاج کے زیادہ ہے۔ قلیل دوا۔ زیادہ فائدہ۔ روپوں کا کام پیسوں۔ سالوں کا کام دنوں اور گھنٹوں میں ان ہی دواؤں سے ہوتا ہے۔ سینکڑوں ڈاکٹروں کی مجربات ہزاروں بار تجربہ شدہ زود اثر۔ بے ضرر۔ بیماری کو جڑ سے کاٹنے والی۔ انجکشن کے برے اثرات اور اپریشن کی تکلیف سے نجات دینے والی۔ دنیا میں مقبول۔ مایوس العلاج مریض بفضل خدا صحت یاب ہوتے ہیں کوئی مرض ہو۔ پوری کیفیت لکھیے۔ شافی خدا ہے۔ امراض مستورات اور امراض مخصوصہ مردان کے لئے بہترین ادویات موجود ہیں۔ قیمت دوا خوراک اندازاً ایک ماہ اڑھائی روپیہ

ایم۔ ایچ احمدی۔ ہومیو پیتھ۔ چنوڑ گڈھ میواڑ

محلہ دار الامان جنوبی حصہ میں ایک مکان

فروخت ہوتا ہے۔

محلہ دار الامان جنوبی حصہ واقعہ اندرون قصبہ قادیان میں ایک مکان خام قریباً ۵½ مرلہ جس کا حدود اربعہ درج ذیل ہے۔ شمالاً مکان مرزا گل محمد صاحب۔ جنوباً مکان شیر سنگھ شرقاً مکان جھنڈا وغیرہ۔ غرباً شارع عام وغیرہ قابل فروخت ہے یہ مکان محمد امین خان صاحب مرحوم کا ہے۔ چونکہ ان کی بیوہ نے درخواست دی ہے۔ کہ یہ مکان فروخت کرکے خان صاحب مرحوم کے قرضے ادا کئے جائیں۔ اس لئے یہ مکان فروخت کیا جا رہا ہے۔ بوجہ کچا مکان ہونے کے قیمت تھوڑی ہے مگر مکان محفوظ ہے۔ اور مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ کی نزدیکی میں واقعہ ہے۔ جو دوست یہ مکان خریدنا چاہتے ہوں۔ وہ موقعہ دیکھ کر خرید سکتے ہیں۔

(ناظر امور عامہ)

صابن بنانا سیکھو

ولایتی صابن کی مانند نہایت خوبصورت اور خوشبودار جس کو بنانا سیکھ کر آپ تھوڑے ہی عرصہ میں مالا مال ہو سکتے ہیں ہم صابن بنانے کی ترکیب کے ہمراہ تجربہ کے لئے مصالحہ وغیرہ بھی مفت روانہ کرتے ہیں۔ فیس صرف ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر آنا لازمی ہے۔ وی پی ہرگز ارسال نہ ہوگا۔

ملنے کا پتہ۔ **منیجر گلشن بہار ایجنسی برنالہ ریاست پٹیالہ**

وصیت نمبر ۳۸۷۷

منکہ عبد السلام عمر ولد حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ صاحب خلیفہ اول قوم قریشی عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲/۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت کر دوں۔ اور اس کی رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اس وقت میری جائداد حضرت والد محترم خلیفہ اول کی وقف علی الاولاد ہے۔ اس لئے میں انشاء اللہ کوشش کرونگا۔ کہ اس جائداد میں جس قدر حصہ میرا بنتا ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کو بموجب اپنی وصیت کے خود اپنی زندگی میں ہی ادا کرکے رسید حاصل کر لوں۔ اس جائداد کی تفصیل دفتر انجمن کارپرداز مصالح قبرستان میں موجود ہے۔ وقف مذکور کے قائم رہنے کی صورت میں اگر میں اپنی زندگی میں اپنے حصہ وصیت کو ادا نہ کر سکا۔ تو اس حصہ جائداد کے متعلق جو میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کو وصیت کر چکا ہوں۔ انجمن مذکور کو وہی حقوق حاصل ہونگے۔ جو میرے ورثاء دیگر کو حاصل ہوں۔ اس وقت میری کوئی ایسی آمدنی نہیں۔ جو وصیت میں قابل ذکر ہو۔ اگر آئندہ میری آمدنی کی کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کو میں حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ وباللہ التوفیق

العبد: عبد السلام عمر۔ گواہ شد: عبد المنان عمر ۲/۲۴۔

گواہ شد: جلال الدین شمس ۲/۲۴

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

کی بالکل نئی اور مضبوط بلڈنگ مع رہائشی مکان

واقعہ محلہ دار الفضل فروخت ہوتی ہے۔ جو صاحب بیع یا رہن لینا چاہیں وہ لے لیں۔ آئندہ کے لئے پریس اسی جگہ کرایہ مقررہ پر کام کریگا۔ اندرون شہر میں بھی ایک مکان معہ منزل بالائی ہے۔ قابل فروخت ہے۔ شہری طرز کا۔ خود یا کسی معتبر کے ذریعہ دیکھ کر قیمت کا فیصلہ کریں۔

چودھری اللہ بخش مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پنڈت جواہر لال نہرو کو ان کی اہلیہ کی تشویشناک علالت کے سلسلہ میں ۱۲ اگست کو ڈیڑھ دن جیل سے الہ آباد لے جا کر عارضی طور پر رہا کر دیا گیا۔

برلن سے ۱۱ اگست کی اطلاع ہے کہ ہٹلر کے پریذیڈنٹ بنائے جانے کے بعد جرمنی نے جنگ کے لئے تیار ہونا شروع کر دیا۔ اور تمام معاہدوں کو توڑ دیا ہے۔ کیونکہ جرمنی اپنی فوجی طاقت کو اصلی پیمانہ پر لے آنا چاہتا ہے۔ جو جنگ یورپ سے پہلے تھی۔ جرمنی کے اس اقدام سے فرانس پر خوف و ہراس طاری ہو گیا ہے

مس میو جس نے کچھ عرصہ ہوا ہندوستان کے خلاف ایک کتاب لکھی تھی۔ اس کے متعلق بمبئی سے ۱۱ اگست کی اطلاع ہے۔ کہ وہ پھر امریکہ سے ہندوستان آنے کے لئے روانہ ہو گئی ہے۔ اس دفعہ وہ اس غرض سے آ رہی ہے کہ ہندوستان میں ان لوگوں سے ملے جو گاندھی جی کی تحریک اچھوت ادہار کے خلاف ہیں۔ اور ان کے بیانات اور ان کی طرف سے بہم پہنچائے ہوئے حالات کی بناء پر ایک کتاب لکھے۔

مسٹر سکلاتوالہ جو مشہور کمیونسٹ لیڈر ہیں ان کے متعلق لندن کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ انہوں نے ہندوستان آنے کی گورنمنٹ سے اجازت طلب کی تھی۔ لیکن گورنمنٹ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا

جموں سے ۱۱ اگست کی اطلاع ہے۔ کہ شیخ محمد عبد اللہ صاحب نے کرنل کالون پرائم منسٹر کو ایک مکتوب ارسال کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ برطانوی حکومت نے ہوس آف کامنز اور اسمبلی میں یہ اصول تسلیم کیا ہے کہ سول نافرمانی کے تعلق پر جو قیدی جیلوں میں پڑے ہوں۔ رہائی کے حق دار ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس کے ثبوت میں سر ہیری ہیگ اور سر سیموئل ہور کے جوابات پیش کئے ہیں اور پوچھا ہے۔ کہ کیا حکومت کشمیر برطانوی حکومت کے نقش قدم پر نہ چلے گی اور سیاسی قیدیوں کو رہا نہ کرے گی

ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ افغانستان کی نہر سراج جو عرصہ سے زیر تعمیر تھی مکمل ہو گئی ہے۔ اس نہر پر آٹھ لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے اور اس سے ۰۰۰۰ ۱۲ جریب زمین کو سیراب کیا جائیگا۔

الہ آباد کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ مسٹر قدوائی نے کانگرس کی مجلس عاملہ کے ارکان پر سنگین الزامات عائد کئے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ سینکڑوں کانگرسی برطانوی مال کے مقاطعہ کے جرم میں جیل میں تھے۔ ورکنگ کمیٹی کے بہت سے ارکان برطانی مال خریدتے رہے ہے۔ پھر ان ارکان نے ورکنگ کمیٹی کی اس قرارداد کے باوجود جس میں ان کو برطانوی بنکنگ اور بیمہ کے کاروبار کے مقاطعہ کا مشورہ دیا گیا تھا۔ ایک ایسی کمپنی کو سراہا جو تمام انگریزی انشورنس کمپنیوں سے گہرا اشتراک عمل رکھتی تھی۔ اور اس طرح ان کمپنیوں کے ایجنٹ کی حیثیت سے کام کیا۔

ریاست ٹراونکور میں ۱۰ اگست کی اطلاع کے مطابق کانگرس کے لئے ممبر بھرتی کرنا۔ یا کانگرس کے اغراض و مقاصد کے لئے میٹنگ یا پراپیگنڈ کرنا خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔

شنگھائی سے ۱۰ اگست کی اطلاع ہے کہ چین کے بعض حلقوں میں اس قدر خشک سالی ہے۔ کہ پچاس لاکھ انسان بھوک کی مصیبت برداشت کر رہے ہیں۔ جن خاندانوں کو قحط کی مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ ان میں خودکشی کے واقعات کثرت سے رونما ہوئے ہیں اس کے علاوہ بعض علاقوں میں بارش اس کثرت سے ہوئی ہے۔ کہ بہت سے گاؤں بہہ گئے۔ اور متعدد اشخاص غرق ہو گئے ہیں۔

جبل پور کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ سیٹھ گوبند داس اور دوار کا پرشاد ممبران کانگرس نے پریس میں ایک بیان شائع کرایا ہے جس میں لکھا ہے کہ ہر روز ہم پر یہ امر روشن ہوتا جاتا ہے۔ کہ فی الحال نہ صرف جنگ آزادی ختم ہو گئی ہے۔ بلکہ کانگرسی حلقوں میں خانہ جنگی بھی شروع ہو گئی ہے۔ ایک ایک صوبہ اور ایک ایک شہر اس لعنت کا شکار ہو رہے ہیں۔ برادرانہ جذبات اور ڈسپلن بالکل کافور ہے۔ اس لئے ہم نے طے کیا ہے کہ کانگرس سے علیحدہ ہو جائیں۔

نواب صاحب بھوپال کے متعلق ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہ ستمبر کے پہلے ہفتہ انگلستان سے واپس آئیں گے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ہز ہائی نس اپنی ریاست کا انتظام جدید اصول کے ماتحت کرنا چاہتے ہیں۔

نیلا ناگنی جو گاندھی جی کے رویہ سے بیزار ہو کر امریکہ پہنچ چکی ہے۔ اس نے ایک مضمون میں گاندھی جی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ اس کا وزن سو پونڈ سے بھی کم ہے۔ اور اس کا سانولا اور نحیف جسم اس ہولناک حالت کی یاد تازہ کرا دیتا ہے جو ہندوستان کے فاقہ کش بچوں کی جنگ عظیم کے کچھ عرصہ بعد ہو گئی تھی۔ میں جب گاندھی جی سے ملی تو اس کی شکل و صورت اس قدر غیر مانوس تھی کہ مجھے اس ملاقات سے سخت دکھ ہوا۔ گاندھی ارادہ کا پکا نہیں وہ متلون مزاج انسان ہے۔ سول نافرمانی کا بھی اس نے محض ڈھونگ رچایا۔

لاہور سے ۱۳ اگست کی اطلاع ہے کہ اب تک تو باؤلے کتے کے کاٹے ہوئے مریضوں کا علاج کسولی راولپنڈی اور لاہور میں ہوا کرتا تھا۔ لیکن یکم اگست سے گورنمنٹ نے ہر ضلع کے صدر مقام کے ہسپتال میں اس کے علاج کا انتظام کیا ہے۔ انچارج ضلع ہسپتال کو اس کے علاج کے لئے خاص ٹریننگ دینے کا انتظام کیا جا رہا ہے

الہ آباد سے ۱۳ اگست کی اطلاع کے مطابق مسٹر رفیع احمد قدوائی نے ایک بیان میں کہا۔ کہ پنڈت جواہر لال نہرو بھی داخلہ کونسل کے خلاف ہیں۔ اور انہیں پارلیمنٹری بورڈ کی ساخت پر اعتراض ہے۔

طہران کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ایرانی مجلس نے حال ہی میں یہ تجویز منظور کی ہے۔ کہ چار لاکھ پونڈ کے خرچ سے خلیج فارس کے کنارے ریلوے لائن اور روشنی کے مینار تعمیر کئے جائیں۔

مدراس میں ۱۲ اگست کو مسز سروجنی نائیڈو نے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ کونسلوں میں جانا دشمن کی چار دیواری میں رہ کر دشمن سے مقابلہ کرنے کے مترادف ہے۔

مسٹر چاؤلہ کے متعلق ڈاکٹر مونجے نے نئی دہلی سے ۱۲ اگست کی اطلاع کے مطابق ایسوسی ایٹڈ پریس کو ناگپور سے اطلاع دی ہے کہ انہیں بحری پیغام موصول ہوا ہے کہ وہ ۵ اگست کو بخیریت لنڈن پہنچ گئے

اسمبلی میں ۱۳ اگست کو ہوم ممبر نے پنڈت جواہر لال نہرو کی رہائی کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ اس مسئلے کا تعلق دراصل مقامی حکومت سے ہے حکومت ہند اور حکومت یوپی کے درمیان بھی خط و کتابت ہو رہی ہے اور تا حال کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

"سنڈے کرانیکل" لنڈن میں ۱۲ اگست کی اطلاع کے مطابق ایک مشہور سائنس دان ڈاکٹر رانلڈ کا ایک بیان شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے۔ کہ میں نے

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی